قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (اٰل عمران:74)

روزنامہ

# الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعہ 9/ستمبر 2022ء | 12/صفر 1444 ہجری قمری | 9/تبوک 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 192


## ارشاد باری تعالیٰ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۱۱﴾ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲﴾

(الصّف: 11-12)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت پر مطلع کروں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے نجات دے گی؟ تم (جو) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو اور اللہ کے راستے میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہو، یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

## فرمانِ رسولؐ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اپنے بندوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرتا ہوں جیسا وہ میرے بارے میں گمان کرتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو مَیں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو مَیں اس سے بہتر مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ میری طرف بالشت بھر بڑھتا ہے تو مَیں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں اور جو میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے میں اس کی طرف دو ہاتھ بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چلتے ہوئے آتا ہے تو مَیں دوڑتے ہوئے اس کی طرف جاتا ہوں۔

(بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ ویحذرکم اللہ نفسہ حدیث 7405)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

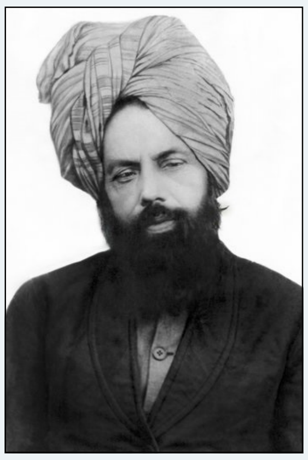

- ’’ایمان کے لئے خشوع کی حالت مثل بیج کے ہے اور پھر لغو باتوں کے چھوڑنے سے ایمان اپنا نرم نرم سبزہ نکالتا ہے اور پھر اپنا مال بطور زکوۃ دینے سے ایمانی درخت کی ٹہنیاں نکل آتی ہیں جو اس کو کسی قدر مضبوط کرتی ہیں اور پھر شہوات نفسانیہ کا مقابلہ کرنے سے ان ٹہنیوں میں خوب مضبوطی اور سختی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر اپنے عہد اور امانتوں کی تمام شاخوں کی محافظت کرنے سے درخت ایمان کا اپنے مضبوط تنہ پر کھڑا ہو جاتا ہے اور پھر پھل لانے کے وقت ایک اور طاقت کا فیضان اس پر ہوتا ہے کیونکہ اس طاقت سے پہلے نہ درخت کو پھل لگ سکتا ہے نہ پھول۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 209 حاشیہ)

- ’’خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قائم کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 213-214 ایڈیشن 1988ء)

- ’’سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوۃ کے لائق ہے وہ زکوۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

## فرمان خلیفہ وقت

کہتے ہیں ایک بوڑھا جو آگ کو پوجنے والا تھا، شدید بارش کے دنوں میں ایک دفعہ جبکہ کئی دن سے بارش پڑ رہی تھی، ہر طرف پانی ہی پانی کھڑا تھا، پرندوں کو دانہ کھانے کے لئے کوئی جگہ میسر نہیں تھی۔ تو وہ بوڑھا آتش پرست اپنے گھر کی چھت پہ کھڑا پرندوں کو دانہ ڈال رہا تھا، دانہ چھینک رہا تھا کہ پرندے آکے کھالیں۔ کسی نے دیکھ کر کہا کہ تم آتش پرست ہو، تمہیں اس کا کیا ثواب ملے گا، اگر مسلمان ہوتے تو اس نیکی کا ثواب بھی تمہیں ملتا۔ اس آتش پرست نے، آگ کو پوجنے والے نے کہا کہ ثواب تم نے تو نہیں دینا، تمہیں کیا پتہ خدا میرے ساتھ کیا سلوک کرے، کیونکہ ہر مذہب والے کے دل میں فطرتی طور پر خدا کا تصور بہرحال ہوتا ہے۔ پھر ایک دفعہ یہی مسلمان جس نے اس آتش پرست کو یہ بات کہی تھی، حج کرنے گیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ آتش پرست بھی وہاں حج کر رہا تھا۔ اس نے پوچھا تم یہاں کس طرح آگئے؟ تو اس آتش پرست نے جواب دیا کہ میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ اگر یہ میری نیکی ہے تو اس کا اجر مجھے ضرور ملے گا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے اسلام قبول کرنے کی صورت میں اس کا اجر مجھے دیا اور آج میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حج بھی کر رہا ہوں اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی ضائع نہیں کرتا۔ پس جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی توفیق ملی، آپ سے براہ راست فیض پانے کی توفیق ملی اور یوں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق، اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق عمل کر کے پہلوں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے ملنے کی توفیق پائی اور اس طرح صحابہ کا درجہ پایا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 ستمبر 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

## اس شمارہ میں


- اللہ کی خادمائیں ہیں لجنہ کی ممبرات (منظوم)
- ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
- بنیادی مسائل کے جوابات
- قرآن کا تعارفی مطالعہ
- قصہ اصحاب کہف کا
- خلیفہ کے ہم ہیں خلیفہ ہمارا

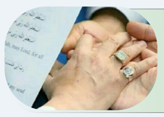

**دربارِ خلافت**

## اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل دی

## تو اس نے اس عقل کو استعمال کر کے اپنی آسانیوں کے سامان پیدا کئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل دی تو اس نے اس عقل کو استعمال کر کے اپنی آسانیوں کے سامان پیدا کئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّا جَعَلۡنَا مَا عَلَی الۡاَرۡضِ زِیۡنَۃً لَّہَا لِنَبۡلُوَہُمۡ اَیُّہُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ﴿۸﴾ (الکہف: 8) یعنی زمین پر جو کچھ ہے اُسے یقیناً ہم نے زینت بنایا ہے تا کہ ہم اُنہیں آزمائیں کہ کون بہترین عمل کرتا ہے۔ پس یہاں زمین کی ہر چیز کو زینت قرار دے کر اُس کی اہمیت بھی بیان فرما دی۔ ہر نئی ایجاد جو ہم کرتے ہیں اُس کو بھی زینت بتا دیا، اُس کی اہمیت بیان فرمائی لیکن فرمایا کہ ہر چیز کی اہمیت اپنی جگہ ہے لیکن اس کا فائدہ تبھی ہے جب احسن عمل کے ساتھ یہ وابستہ ہو۔ پس ہمیں نصیحت ہے کہ ان ایجادات سے فائدہ اُٹھاؤ لیکن احسن عمل مدّنظر رہے۔ یہ ایجادات ہیں، ان کی خوبصورتی تبھی ہے جب اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق کام کیا جائے یا کام لیا جائے، نہ کہ فتنہ و فساد پیدا ہو۔ اگر احسن عمل نہیں تو یہ چیزیں ابتلا بن جاتی ہیں۔ جیسا کہ پہلے میں نے مثالیں دیں۔ یہ ٹیلی ویژن ہی ہے جو فائدہ بھی دے رہا ہے اور ابتلا بھی بن رہا ہے۔ بہت سے گھر انٹرنیٹ اور چیٹنگ کی وجہ سے برباد ہو رہے ہیں۔ بچے خراب ہو رہے ہیں اس لئے کہ آزادی کے نام پر اللہ تعالیٰ کی مہیا کی گئی چیزوں کا ناجائز فائدہ اُٹھایا جا رہا ہے۔ حقیقی عبد کے لئے حکم ہے کہ ہمیشہ احسن قول اور احسن عمل کو سامنے رکھو اور کام کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔ بہر حال قرآنِ شریف کے بے شمار حکم ہیں ہر حکم کی تفصیل یہاں بیان نہیں ہو سکتی۔ ایک بات ہے جس کی طرف مَیں توجہ دلانا چاہتا ہوں اور اس بارے میں شروع میں بھی میں کچھ کہہ آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے جو احسن قول کے بارے میں ہمیشہ مدّنظر رکھنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بہت پسند ہے، فرمایا کہ وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۳۴﴾ (حٰمٓ السجدہ: 34) اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہو گی جو اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور اپنے ایمان کے مطابق عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ پس یہ خوبصورت تعلیم اور بات ہے جو ایک حقیقی بندے سے جس کی توقع کی جاتی ہے، کی جانی چاہئے۔ جو آیت میں نے شروع میں تلاوت کی تھی اُس میں فرمایا تھا کہ یَقُوۡلُوا الَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ کہ ایسی بات کیا کرو جو سب سے اچھی ہو۔ اور سب سے اچھی وہ باتیں ہیں جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ لیکن اس آیت میں فرمایا کہ یہ سب اچھی باتیں سمٹ کر اس ایک بات میں آ جاتی ہیں، اس آیت میں ان کا خلاصہ ہے اور یہی سب سے احسن قول ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف بلاؤ۔ اب خدا تعالیٰ کی طرف بلانے والے کو خود بھی اپنا جائزہ لینا ہو گا کہ وہ خود کس حد تک ان باتوں پر عمل کر رہا ہے جن کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ میں نے شروع میں بھی کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم وہ بات نہ کہو جو تم کرتے نہیں کیونکہ یہ گناہ ہے۔

پس جیسا کہ میں تفصیل سے ذکر کر آیا ہوں، اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کو اپنے قول و فعل کو ایک کرنا ہو گا اور اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع کرنا ہو گا۔ یہ ہے اعلیٰ ترین مثال اسلامی تعلیم کی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤ کہ اس سے بڑا قول اور احسن قول کوئی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کو بہت پسندیدہ ہے۔ لیکن بلانے کے لئے اپنے عمل بھی وہ بناؤ جو عمل صالح ہیں۔ عمل صالح وہ عمل ہے جو خدا تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق ہے، نیکیوں کو پھیلانے والا ہے، وقت کی ضرورت کے مطابق ہے اور اصلاح کا موجب ہے۔ یہاں عمل صالح کی ایک مثال دیتا ہوں جس کا براہِ راست اس سے کوئی تعلق نہیں لیکن آپ کے لئے واضح کرنے کے لئے ضروری بھی ہے۔

(خطبہ جمعہ 18؍ اکتوبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

## اللہ کی خادمائیں ہیں لجنہ کی ممبرات

### صدسالہ جوبلی لجنہ کی مناسبت سے خراج تحسین

اللہ کی خادمائیں ہیں لجنہ کی ممبرات
ہر لحہ ساتھ ساتھ ہیں احمد کی ناصرات
عشق و وفا کے جام سے سرشار آ گئیں
دینِ خدا کی مونس و غمخوار آ گئیں

ہم نے گھٹن کے دور کو خوشحالیاں بھی دیں
کنگن اتارے ہاتھ سے اور بالیاں بھی دیں
فضل و کرم کی، رحم کی حقدار آ گئیں
دینِ خدا کی مونس و غمخوار آ گئیں

سو سالہ جِد وجہد کی روداد پیش ہے
پھر جان و مال و وقت اور اولاد پیش ہے
وارے خدا کی راہ میں گھر بار، آ گئیں
دینِ خدا کی مونس و غمخوار آ گئیں

ہم نے جوان بھائی اور بیٹے گنوائے ہیں
اپنے سہاگ وار کے پرچم اٹھائے ہیں
عقبیٰ خریدنے ترے بازار آ گئیں
دینِ خدا کی مونس و غمخوار آ گئیں

صوم و صلوۃ قیمتی گہنا ہے مرشدی!
ہم نے مسابقت میں ہی رہنا ہے مرشد!
ہم ہو کے آج برسرپیکار آ گئیں
دینِ خدا کی مونس و غمخوار آ گئیں

ہم جوبلی کے دور سے گزریں گی اس طرح
حمد و ثنا کے وِرد سے نکھریں گی اس طرح
فتح و ظفر کی بن کے علمدار آ گئیں
دینِ خدا کی مونس و غمخوار آ گئیں

اطہر حفیظ فراز

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

# ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام

## والدین کے احترام کی تلقین اور عمل

قسط 36

وہ ہستی جس کے لئے یہ کائنات تخلیق کی گئی ہے۔ اس لحاظ سے بھی مثالی ہے کہ اپنے عمل سے احترام انسانیت کا درس دیا آپؐ اتنے خدا ترس اور مخلوق خدا کی ہمدردی کرنے والے تھے کہ رنگ ونسل ’قوم وقبیلہ مذہب وملت میں کسی قسم کی تفریق کے بغیر ہر انسان کو انسان سمجھا۔ اللہ تعالیٰ نے جو رتبۂ بلند آپؐ کو عطا فرمایا تھا اس نے آپؐ کو عاجزی اور خاکساری میں بڑھایا، کبھی کوئی امتیاز یا پروٹوکول اپنے لئے پسند نہ فرمایا۔ آپؐ خود کو کسی سے برتر خیال نہیں فرماتے تھے۔ آپؐ کا دستور ’منشور اور عمل آپؐ کے اس قول پر تھا جو آپؐ نے حجۃ الوداع کے خطبے میں فرمایا تھا کہ سب انسان برابر ہیں ’’جاہلیت کے تمام دستور آج میرے پاؤں کے نیچے ہیں، عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے۔ خدا سے ڈرنے والا انسان مومن ہوتا ہے اور اس کا نافرمان شقی۔ تم سب کے سب آدم کی اولاد میں سے ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔‘‘

آنحضرت ﷺ کمزوروں، محروموں، غریبوں، حاجت مندوں، بیماروں کا زیادہ خیال فرماتے۔ آج ہم آپؐ کے سفر کے ہمراہیوں اور ساتھیوں سے آپؐ کے حسن اخلاق کی مثالیں پیش کریں گے۔

آنحضرت ﷺ جب غزوہ بدر کے لئے مدینہ سے نکلے تو سواریاں بہت کم تھیں تین تین آدمیوں کے حصے میں ایک ایک اونٹ آیا۔ آنحضرت ﷺ خود بھی اس تقسیم میں شامل تھے اور آپ کے حصہ میں جو اونٹ آیا اس میں آپ کے ساتھ حضرت علیؓ اور حضرت ابولبابہؓ بھی شریک تھے اور سب باری باری سوار ہوئے۔ جب رسول کریم ﷺ کے اترنے کی باری آتی تو دونوں جانثار عرض کرتے یا رسول اللہ ﷺ آپ سوار رہیں ہم پیدل چلیں گے مگر آپ فرماتے تم دونوں مجھ سے زیادہ پیدل چلنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ میں تم دونوں سے زیادہ ثواب سے مستغنی ہوں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد1 صفحہ 411 المکتب الاسلامی للطباعہ و النشر بیروت)

حضور ﷺ ایک دفعہ سواری پر سوار ہو کر قبا کی طرف جانے لگے۔ ابوہریرہؓ ساتھ تھے۔ حضورؐ نے ان سے فرمایا کیا میں تمہیں بھی سوار کرلوں انہوں نے عرض کیا جیسے حضورؐ کی مرضی تو فرمایا آؤ تم بھی سوار ہوجاؤ۔ حضرت ابوہریرہؓ نے سوار ہونے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے اور گرتے گرتے حضور کو پکڑلیا اور حضورؐ کے ساتھ گر پڑے۔

حضورؐ پھر سوار ہوئے اور ابوہریرہؓ کو سوار ہونے کی دعوت دی مگر وہ دوسری دفعہ بھی حضورؐ کو لے کر گر پڑے۔ حضورؐ پھر سوار ہوئے اور ابوہریرہؓ سے پوچھا کیا تمہیں بھی سوار کرلوں تو کہنے لگے اب میں آپ کو تیسری دفعہ نہیں گرانا چاہتا۔

(المواہب اللدنیہ۔ زرقانی جلد 4 صفحہ 265 دارلمعرفہ بیروت)

حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ ایک مرتبہ سفر میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضورؐ نے اپنی سواری بٹھادی اور اتر کر فرمایا اب تم سوار ہوجاؤ۔ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں آپ کی سواری پر سوار ہوجاؤں اور آپؐ پیدل چلیں۔ حضور ﷺ نے پھر وہی ارشاد فرمایا اور غلام کی طرف سے وہی جواب تھا۔ حضور ﷺ نے پھر اصرار فرمایا تو اطاعت کے خیال سے سواری پر سوار ہو گئے اور حضور ﷺ نے سواری کی باگ پکڑ کر اس کو چلانا شروع کر دیا۔

(کتاب الولاۃ کندی بحوالہ سیرالصحابہ جلد 2 صفحہ 216 از شاہ معین الدین احمد ندوی ادارہ اسلامیات لاہور)

اسوہ حسنہ کے یہ واقعات اس زاویہ سے بھی دیکھیں کہ یہ سفر کے ساتھی اپنی خوش قسمتی پر کیسے نازاں اور شکرگزار ہوتے ہوں گے۔ کسی کا اخلاق سے دل جیت لینا اسے محبت کا اسیر بنا دیتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے آقا و مطاع حضرت محمد ﷺ کے ہر نقش قدم پر چلنے کی نعمت ملی۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں: ’’میں نے خدا کے فضل سے نہ کہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سیّد ومولا، فخرالانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد ﷺ کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفتِ کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 64-65)

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ حضرت اقدسؑ کے اپنے والد صاحب کے مقدمات وغیرہ کی پیروی کے ذکر میں تحریر فرماتے ہیں:

’’باوجود اِس کے کہ آپ دنیا سے ایسے متنفر تھے آپ سُست ہرگز نہ تھے بلکہ نہایت محنت کش تھے اور خلوت کے دلدادہ ہونے کے باوجود مشقت سے نہ گھبراتے تھے اور بارہا ایسا ہوتا تھا کہ آپ کو جب کسی سفر پر جانا پڑتا تو سواری کا گھوڑا نوکر کے ہاتھ آگے روانہ کر دیتے اور آپ پیادہ پا بیس پچیس کوس کا سفر طے کر کے منزلِ مقصود پر پہنچ جاتے۔ بلکہ اکثر اوقات آپ پیادہ ہی سفر کرتے تھے اور سواری پر کم چڑھتے تھے اور عادت پیادہ چلنے کی آپ کو آخر عمر تک تھی۔ ستر سال سے متجاوز عمر میں جب کہ بعض سخت بیماریاں آپ کو لاحق تھیں، اکثر روزانہ ہَوا خوری کے لیے جاتے تھے اور چار پانچ میل روزانہ پھر آتے اور بعض اوقات سات میل پیدل پھر لیتے تھے اور بڑھاپے سے پہلے کا حال آپ بیان فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات صبح کی نماز سے پہلے اُٹھ کر (نماز کا وقت سورج نکلنے سے سوا گھنٹہ پہلے ہوتا ہے) سَیر کے لیے چل پڑتے تھے اور وڈالہ تک پہنچ کر (جو بٹالہ سڑک پر قادیان سے قریباً ساڑھے پانچ میل پر ایک گاؤں ہے) صبح کی نماز کا وقت ہوتا تھا۔‘‘

(سیرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صفحہ 16)

مرزا دین محمد صاحب سے روایت ہے: ’’جن دنوں میری آمد و رفت حضرت صاحب کے پاس ہوئی۔ ان ایام میں حضرت صاحب اپنے موروثیوں وغیرہ کے ساتھ مقدمات کی پیروی کے لئے جایا کرتے تھے۔ کیونکہ دادا صاحب نے یہ کام آپ کے سپرد کیا ہوا تھا۔ تایا صاحب باہر ملازم تھے۔ جب حضرت صاحب بٹالہ جاتے مجھے بھی ساتھ لے جاتے۔ جب گھر سے نکلتے تو گھوڑے پر مجھے سوار کر دیتے تھے۔ خود آگے آگے پیدل چلے جاتے۔ نوکر نے گھوڑا پکڑا ہوا ہوتا تھا۔ کبھی آپ بٹالہ کے راستہ والے موڑ پر سوار ہو جاتے اور کبھی نہر پر۔ مگر اس وقت مجھے اتارتے نہ تھے۔ بلکہ فرماتے تھے کہ تم بیٹھے رہو۔ مَیں آگے سوار ہو جاؤں گا۔ اس طرح ہم بٹالہ پہنچتے۔ ان ایّام میں بٹالہ میں حضرت صاحب کے خاندان کا ایک بڑا مکان تھا۔ یہ مکان یہاں محلہ اچری دروازے میں تھا۔ اُس میں آپ ٹھہرتے تھے۔ اس مکان میں ایک جولاہا حفاظت کے لئے رکھا ہوا تھا۔ مکان کے چوبارہ میں آپ رہتے تھے۔ شام کو اپنے کھانے کے لئے مجھے دو پیسے دیدیتے تھے۔ ان دنوں میں بھٹیاری جھیوری کی دکان سے دو پیسے میں دو روٹی اور دال مل جاتی تھی۔ وہ روٹیاں مَیں لاکر حضرت صاحب کے آگے رکھ دیتا تھا۔ آپ ایک روٹی کی چوتھائی یا اس سے کم کھاتے۔ باقی مجھے کہتے کہ اس جولاہے کو بلاؤ۔ اسے دیدیتے اور مجھے میرے کھانے لئے چار آنہ دیتے تھے اور سائیس کو دو آنہ دیتے تھے۔ اس وقت نرخ گندم کا روپیہ سوا روپیہ فی من تھا۔ بعض دفعہ جب تحصیل میں تشریف لے جاتے تو مجھے بھی ساتھ لے جاتے۔ جب تین یا چار بجتے تو تحصیل سے باہر آتے تو مجھے بلاکر ایک روٹی کھانے کے ناشتہ کے لئے دیدیتے اور خود آپ اس وقت کچھ نہ کھاتے۔ تحصیل کے سامنے کنوئیں پر وضو کر کے نماز پڑھتے اور پھر تحصیلدار کے پاس چلے جاتے اور جب کچہری برخاست ہو جاتی تو واپس چلے آتے۔ جب بٹالہ سے روانہ ہوتے تو پھر بھی مجھے سارا رستہ سوار رکھتے۔ خود کبھی سوار ہوتے اور کبھی پیدل چلتے۔ پیشاب کی کثرت تھی۔ اس لئے گاہے بگاہے ٹھہر کر پیشاب کرتے تھے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اول روایت نمبر 680)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ایک اور خادم مرزا اسماعیل بیگ صاحب کی شہادت ہے کہ جب حضرت اقدس اپنے والد بزرگوار کے ارشاد کے ماتحت بعثت سے قبل مقدمہ کی پیروی کے لئے جایا کرتے تھے تو سواری کے لئے گھوڑا بھی ساتھ ہوتا تھا اور میں بھی عموماً ہم رکاب ہوتا تھا لیکن جب آپ چلنے لگتے تو آپ پیدل ہی چلتے اور مجھے گھوڑے پر سوار کرا دیتے۔ میں بار بار انکار کرتا اور عرض کرتا حضور مجھے شرم آتی ہے۔ آپؑ فرماتے کہ ہم کو پیدل چلتے شرم نہیں آتی۔ تم کو سوار ہو کے کیوں شرم آتی ہے۔

(حیاتِ طیبہ صفحہ 15)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاقِ کو بھرپور طریق پر اپنانے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اخلاق کا جو نمونہ ہمارے لئے چھوڑا ہے اگر ہم ان پر عمل کریں گے تو ہم اپنے اس معاشرے کو جنت نظیر معاشرہ بنا سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاقِ حسنہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

’’مَیں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں۔ کہ مَیں نے آپ سے بہتر، آپ سے زیادہ خلیق، آپ سے زیادہ نیک، آپ سے زیادہ بزرگ، آپ سے زیادہ اللہ اور رسول کی محبت میں غرق کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپ ایک نور تھے جو انسانوں کے لئے دُنیا پر ظاہر ہوا اور ایک رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی اور اسے شاداب کرگئی۔ اگر حضرت عائشہؓ نے آنحضرت ﷺ کی نسبت یہ بات سچی کہی تھی۔ کہ ’’کان خُلقُہُ القرآن‘‘ تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت اسی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ ’’کان خُلقُہُ حُبَّ محمدٍ واتباعہ علیہ الصّلوٰۃ والسلام‘‘

(سیرت المہدی جلد اوّل حصہ سوم صفحہ 827 روایت نمبر 975)

ظہیر احمد خان۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

# بنیادی مسائل کے جوابات

## قسط 31

**سوال:۔** ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ ایک مربی صاحب نے Eyebrow Pluck کرنے کو ناجائز اور زنا کے برابر قرار دیا ہے۔ اس بارہ میں نیز Body Wax کرنے کے بارہ میں راہنمائی کی درخواست ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 16 جنوری 2021ء میں اس بارہ میں درج ذیل ہدایات فرمائیں:۔

**جواب:۔** احادیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حسن کے حصول کی خاطر جسموں کو گودنے والیوں، گدھوانے والیوں، چہرے کے بال نوچنے والیوں، سامنے کے دانتوں میں خلا پیدا کرنے والیوں اور بالوں میں پیوند لگانے اور لگوانے والیوں پر لعنت کی ہے جو خدا کی تخلیق میں تبدیلی پیدا کرتی ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب اللباس)

اسلام کا ہر حکم اپنے اندر کوئی نہ کوئی حکمت رکھتا ہے۔ اسی طرح بعض اسلامی احکامات کا ایک خاص پس منظر ہوتا ہے، اگر اس پس منظر سے ہٹ کر ان احکامات کو دیکھا جائے تو حکم کی شکل بدل جاتی ہے۔ آنحضور ﷺ کی جب بعثت ہوئی تو دنیا میں اور خاص طور پر جزیرۂ عرب میں جہاں مختلف قسم کے شرک کا زہر ہر طرف پھیلا ہوا تھا وہاں مختلف قسم کی بے راہ رویوں نے بھی انسانیت کو اپنے پنجہ میں جکڑا ہوا تھا اور عورتیں اور مرد مختلف قسم کی مشرکانہ رسوم اور معاشرتی برائیوں میں مبتلا تھے۔

مذکورہ بالا امور کی ممانعت پر مبنی احادیث میں دو چیزوں کا خاص طور پر ذکر ملتا ہے۔ ایک یہ کہ ان کاموں کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی مقصود ہو اور دوسرا صرف حسن کا حصول پیش نظر ہو۔

ان دونوں باتوں پر جب ہم غور کرتے ہیں تو پہلی بات یعنی خدا تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی جہاں معاشرتی برائیوں کی طرف اشارہ کرتی ہے وہاں مشرکانہ افعال کی بھی عکاسی کرتی ہے چنانچہ بالوں میں لمبی گوتیں لگا کر سر پر بالوں کی پگڑی بنا کر اسے بزرگی کی علامت سمجھنا، کسی پیر اور گرو کی نذر کے طور پر بالوں کی لٹیں بنانا یا بودی رکھ لینا، چار حصوں میں بال کر کے درمیان سے استرے سے منڈوا دینا اور اسے بچوں کیلئے باعث برکت سمجھنا۔ اسی طرح برکت کیلئے جسم، چہرہ اور بازو وغیرہ پر کسی دیوی، بت یا جانور کی شکل گندھوانا۔ یہ سب مشرکانہ طریق تھے اور ان کے پیچھے زمانہ جاہلیت میں مذہبی توہمات کارفرما تھے۔

دوسری بات یعنی حسن کے حصول کی خاطر ایسا کرنا، بعض اعتبار سے معاشرتی بے راہ روی اور فحاشی کو ظاہر کرتی ہے۔ جائز حدود میں رہتے ہوئے انسان کا اپنی خوبصورتی کیلئے کوئی جائز طریق اختیار کرنا منع نہیں۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے اچھا لگتا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میرے کپڑے اچھے ہوں، میری جوتی اچھی ہو، تو کیا یہ تکبر میں شامل ہے؟ اس کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا یہ تکبر نہیں، تکبر تو حق کا انکار کرنے اور دوسروں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا اِنَّ اللّٰہَ جَمِیلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ یعنی اللہ تعالیٰ بہت زیادہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تَحْرِیمِ الْکِبْرِ وَبَیَانِہِ) اسی طرح یہ امر بھی ثابت ہے کہ اُس زمانہ میں بھی بچیوں کی جب شادی ہوتی تھی تو انہیں بھی اس زمانہ کے طریق کے مطابق بناؤ سنگھار کر کے تیار کیا جاتا اور خوبصورت بنایا جاتا تھا۔

پس جس حسن کے حصول پر حضور ﷺ نے لعنت کا انذار فرمایا ہے، اس کا یقیناً کچھ اور مطلب ہے۔ چنانچہ جب ہم اس حوالہ سے ان احادیث پر غور کرتے ہیں تو ہمیں یہ بات بھی نظر آتی ہے کہ ان باتوں کی ممانعت کے ساتھ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ بنی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے اس قسم کے کام شروع کئے۔ (صحیح بخاری کتاب اللباس) اور پھر ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ حضور ﷺ کی بعثت کے وقت یہود میں فحاشی عام تھی اور اس وقت مدینہ میں خصوصاً یہود کے علاقہ میں فحاشی کے کئی اڈے موجود تھے، جن میں ملوث خواتین، مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی خاطر بناؤ سنگھار کیلئے اس قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتی تھیں، اس لئے رسول خدا ﷺ نے ان کاموں کی شناعت بیان فرما کر مومن عورتوں کو اس وقت اس سے منع فرما دیا۔

پس ان چیزوں کی ممانعت میں بظاہر یہ حکمت نظر آتی ہے کہ ان کے نتیجہ میں اگر انسان کی جسمانی وضع قطع میں اس طرح کی مصنوعی تبدیلی واقع ہو جائے کہ مرد و عورت کی تمیز جو خدا تعالیٰ نے انسانوں میں پیدا کی ہے وہ ختم ہو جائے، یا اس قسم کے فعل سے شرک جو سب سے بڑا گناہ ہے اس کی طرف میلان پیدا ہونے کا اندیشہ ہو یا ان امور کو اس لئے بجا لایا جائے کہ اپنی مخالف جنس کا ناجائز طور پر اپنی طرف میلان پیدا کیا جائے تو یہ سب افعال ناجائز اور قابل مواخذہ قرار پائیں گے۔

حضور ﷺ نے ان برائیوں کے اس پس منظر میں جہاں اُس وقت مومن عورتوں کو ان کاموں سے منع فرمایا وہاں تکلیف یا بیماری کی بناء پر جائز حد تک اس کا استثناء بھی فرمایا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّامِصَةِ وَالْوَاشِرَةِ وَالْوَاصِلَةِ وَالْوَاشِمَةِ إِلَّا مِنْ دَاءٍ۔ (مسند احمد بن حنبل) یعنی میں نے حضور ﷺ کو عورتوں کو موچنے سے بال نوچنے، دانتوں کو باریک کرنے، مصنوعی بال لگوانے اور جسم کو گودنے سے منع فرماتے ہوئے سنا۔ ہاں کوئی بیماری ہو تو اس کی اجازت ہے۔

اسلام نے اعمال کا دارومدار نیتوں پر رکھا ہے۔ لہٰذا اس زمانہ میں پردہ کے اسلامی حکم کی پابندی کے ساتھ اگر کوئی عورت جائز طریق پر اور جائز مقصد کی خاطر ان چیزوں سے فائدہ اٹھاتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر ان افعال کے نتیجہ میں کسی برائی کی طرف میلان پیدا ہو یا کسی مشرکانہ رسم کا اظہار ہو یا اسلام کے کسی واضح حکم کی نافرمانی ہو، مثلاً اس زمانہ میں بھی خواتین اپنی صفائی یا ویکسنگ وغیرہ کرواتے وقت اگر پردہ کا التزام نہ کریں اور دوسری خواتین کے سامنے ان کے ستر کی بے پردگی ہوتی ہو تو پھر یہ کام حضور ﷺ کے اسی انذار کے تحت ہی شمار ہوگا۔ اور اس کی اجازت نہیں ہے۔

پھر اس ضمن میں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے فتنہ اور فساد کو قتل سے بھی بڑا گناہ قرار دیکر فساد کو روکنے کا حکم دیا ہے۔ بعض ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ رشتے اس لئے ختم کر دیئے گئے یا شادی کے بعد طلاقیں ہوئیں کہ مرد کو بعد میں پتہ چلا کہ عورت کے چہرے پر بال ہیں۔ اگر چند بالوں کو صاف نہ کیا جائے یا کھینچا نہ جائے تو اس سے مزید گھروں کی بربادی ہوگی۔ ناپسندیدگیوں کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اور آنحضور ﷺ کا اس حکم سے بہرحال یہ مقصود نہیں ہو سکتا کہ معاشرے میں ایسی صورتحال پیدا ہو کہ جس کے نتیجہ میں گھروں میں فساد پھیلے۔ ایسے سخت الفاظ کہنے میں جو حکمت نظر آتی ہے وہ یہی ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور یہ باتیں چونکہ دیوی، دیوتاؤں وغیرہ کی خاطر اختیار کی جاتی تھیں یا ان کے نتیجہ میں فحاشی کو عام کیا جاتا تھا، اس لئے آپ نے سخت ترین الفاظ میں اس سے کراہت کا اظہار فرمایا ہے اور اس طرح مشرکانہ رسوم و عادات اور فحاشی کی بیخ کنی فرمائی ہے۔

**سوال:۔** ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ اس کے خاوند نے جماعت سے اخراج کے بعد اسے طلاق دیئے بغیر دوسرا نکاح کر لیا ہے، جبکہ قانوناً وہ دوسری شادی

کا حق نہیں رکھتے اس لئے زنا کر رہے ہیں۔ اسلام کی رو سے مجھے اس نکاح کی کوئی اہمیت سمجھ نہیں آئی۔ اس لئے اس نکاح کو منسوخ کیا جائے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 16 جنوری 2021ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا:۔

**جواب:۔** یہ بات ٹھیک ہے کہ اکثر مغربی ممالک میں ایک بیوی کے ہوتے ہوئے قانونی اعتبار سے دوسری شادی منع ہے لیکن اسلام نے مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی ہے۔ اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ جا کر جہاں دوسری شادی کی ممانعت نہیں باقاعدہ نکاح کے ذریعہ دوسری شادی کر بھی لیتا ہے تو ان مغربی ممالک میں اس کی اس دوسری بیوی کو کسی قسم کے قانونی حقوق نہیں ملتے لیکن شرعاً وہ اس کی بیوی ہی مانی جائے گی اور اس کے ساتھ اس کے جسمانی تعلقات زنا شمار نہیں ہوتے۔

آپ کے خاوند اگر اس عورت سے بغیر نکاح کے تعلقات رکھتے، جو کہ شرعاً حرام ہے لیکن ان مغربی ممالک کے قوانین میں اس کی گنجائش نکل آتی ہے تو کیا یہ بات آپ کو خوش کرتی؟

اسلام نے جس طرح مرد کیلئے اس کی ضرورت کے مطابق حقوق بیان کئے ہیں اسی طرح عورت کیلئے بھی اس نے مختلف حقوق قائم فرمائے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلامی تعلیم کا یہ پہلو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

یہ مسئلہ اسلام میں شائع متعارف ہے کہ چار تک بیویاں کرنا جائز ہے۔ مگر جبر کسی پر نہیں اور ہر ایک مرد اور عورت کو اس مسئلہ کی بخوبی خبر ہے تو یہ ان عورتوں کا حق ہے کہ جب کسی مسلمان سے نکاح کرنا چاہیں تو اول شرط کرا لیں کہ ان کا خاوند کسی حالت میں دوسری بیوی نہیں کرے گا اور اگر نکاح سے پہلے ایسی شرط لکھی جائے تو بیشک ایسی بیوی کا خاوند اگر دوسری بیوی کرے تو جرم نقض عہد کا مرتکب ہوگا۔ لیکن اگر کوئی عورت ایسی شرط نہ لکھاوے اور حکم شرع پر راضی ہووے تو اس حالت میں دوسرے کا دخل دینا بیجا ہوگا اور اس جگہ یہ مثل صادق آئے گی کہ میاں بیوی راضی تو کیا کرے گا قاضی۔ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ خدا نے تعدّد ازدواج فرض واجب نہیں کیا ہے۔ خدا کے حکم کی رو سے صرف جائز ہے۔ پس اگر کوئی مرد اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے اس جائز حکم سے فائدہ اُٹھانا چاہے جو خدا کے جاری کردہ قانون کی رُو سے ہے اور اس کی پہلی بیوی اس پر راضی نہ ہو تو اس بیوی کے لئے یہ راہ کشادہ ہے کہ وہ طلاق لے لے اور اس غم سے نجات پاوے اور اگر دوسری عورت جس سے نکاح کرنے کا ارادہ ہے اس نکاح پر راضی نہ ہو اس کیلئے بھی یہ سہل طریق ہے کہ ایسی درخواست کرنے والے کو انکاری جواب دیدے۔ کسی پر جبر تو نہیں لیکن اگر وہ دونوں عورتیں اس نکاح پر راضی ہو جاویں تو اس صورت میں کسی آریہ کو خواہ نخواہ دخل دینے اور اعتراض کرنے کا کیا حق ہے؟

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 246)

**سوال:۔** ایک سکول کی بچی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے استفسار کیا کہ اسلام میں عورت کو اپنے آپ کو ڈھانپنے کا حکم ہے لیکن ہم سکارف وغیرہ لے کر سر پر پردہ کیوں کرتے ہیں؟ لڑکیاں سکول میں لڑکوں سے دوستی کیوں نہیں کرسکتیں؟ اور کیا میں Halloween میں پری بن سکتی ہوں؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 26 جنوری 2021ء میں اس سوال کے جواب میں درج ذیل ارشاد فرمایا:۔

**جواب:۔** اسلام نے پردہ کے بارہ میں عورت اور مرد دونوں کو نہایت حکیمانہ تعلیم سے نوازا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ مومن مرد اور عورتیں دونوں اپنی نظریں نیچی رکھیں یعنی اپنی آنکھوں کو نامحرموں کو دیکھنے سے بچائیں اور اپنے ستر کی جگہ کو پردہ میں رکھیں۔ اس کے بعد مومن عورتوں کو مزید تاکید فرمائی کہ وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں اور اپنے پاؤں بھی اس طرح زمین پر نہ مارا کریں کہ جس سے ان کی زینت ظاہر ہو۔

اس مختصر لیکن نہایت جامع تعلیم میں پردہ کے بارہ میں ہر قسم کی تفصیل بیان فرمادی گئی ہے کہ ایک مومن عورت اپنی آنکھ، کان اور ستر کی جگہوں کی حفاظت کے ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھے کہ اس کا لباس نہ اتنا تنگ ہو کہ اس سے اس کے جسم کے اعضاء کی نمائش ہو اور نہ ہی اتنا ڈھیلا اور کھلا ہو کہ سینہ اور دوسری ستر کی جگہوں کی بے پردگی ہو رہی ہو۔

پاؤں زمین پر نہ مارنے کے حکم میں یہ بات سمجھا دی کہ ایک مومن عورت اس طرح کی اچھل کود سے بھی اجتناب کرے جس سے اس کی جسمانی ساخت کے اتار چڑھاؤ کا اظہار ہو۔ یا یہ کہ اگر پاؤں میں کوئی زیور (پازیب وغیرہ) پہنا ہوا ہے تو اس کی چھنکار سے لوگوں کی توجہ اس کی طرف ہو اور غیروں کی نظریں اس پر اٹھیں۔ یا اگر پاؤں پر مہندی یا نیل پالش وغیرہ لگا کر ان کا سنگھار کیا گیا ہے تو اس کی وجہ سے غیر مردوں کی نظریں اس پر اٹھیں۔ یہ سب باتیں پردہ کے احکامات کے منافی ہیں۔

پس اسلام نے عورت کیلئے صرف سر پر سکارف لینا ہی کافی قرار نہیں دیا بلکہ یہ امور بیان کر کے پردہ سے متعلقہ تمام لوازمات کو بھی خوب کھول کر بیان کر دیا کہ عورت نے کس طرح اپنے پردہ کا خیال رکھنا ہے اور کس طرح خود کو ڈھانپنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پردہ سے متعلقہ ان آیات کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’ایمانداروں کو جو مرد ہیں کہہ دے کہ آنکھوں کو نامحرم عورتوں کے دیکھنے سے بچائے رکھیں اور ایسی عورتوں کو کھلے طور پر نہ دیکھیں جو شہوت کا محل ہو سکتی ہوں اور ایسے موقع پر خوابیدہ نگاہ کی عادت پکڑیں اور اپنے ستر کی جگہ کو جس طرح ممکن ہو بچاویں۔ ایسا ہی کانوں کو نامحرموں سے بچاویں یعنی بیگانہ عورتوں کے گانے بجانے اور خوش الحانی کی آوازیں نہ سنیں۔ ان کے حسن کے قصے نہ سنیں۔ یہ طریق پاک نظر اور پاک دل رہنے کیلئے عمدہ طریق ہے۔ ایسا ہی ایماندار عورتوں کو کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مردوں کے دیکھنے سے بچائیں اور اپنے کانوں کو بھی نامحرموں سے بچائیں یعنی ان کی پُرشہوت آوازیں نہ سنیں اور اپنے ستر کی جگہ کو پردہ میں رکھیں اور اپنی زینت کے اعضاء کو کسی غیر محرم پر نہ کھولیں اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سر پر آجائے۔ یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں اور اپنے پیروں کو زمین پر ناچنے والوں کی طرح نہ ماریں۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 341-342)

حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:۔

’’قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غض بصر کریں۔ جب ایک دوسرے کو دیکھیں ہی گے نہیں تو محفوظ رہیں گے۔۔۔ اسلامی پردہ سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جاوے۔ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں۔ وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدنی امور کیلئے پڑے ان کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے، وہ بیشک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 405 مطبوعہ 2016ء)

جہاں تک لڑکیوں اور لڑکوں کی دوستی کی بات ہے تو اس میں بھی بنیادی حکمت عورت کی عفت کی حفاظت ہی ہے۔ انسان کے اپنی مخالف جنس کے ساتھ میل جول سے کئی قسم کی برائیاں پیدا ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ اس لئے اسلام نے اس پہلو سے بھی محرم اور غیر محرم رشتوں کا امتیاز قائم کر کے مرد و عورت کے تعلقات کی حدود بیان فرما دیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اس بارہ میں اپنے متبعین کو بڑی واضح تعلیم سے نوازا۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی نامحرم عورت سے تنہائی میں نہ ملے کیونکہ ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

(سنن ترمذی کتاب الفتن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضور ﷺ کے اس ارشاد کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’بسا اوقات سننے دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قوموں میں غیر مرد و عورت کو ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتے۔ یہ گویا تہذیب ہے۔ ان ہی بدنتائج کو روکنے کیلئے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے ہی کی اجازت نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے موقع میں یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح دو غیر محرم مرد و عورت جمع ہوں تیسرا ان میں شیطان ہوتا ہے۔ ان ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے۔ بعض جگہ بالکل قابل شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جارہی ہے۔ یہ انہی تعلیموں کا نتیجہ ہے۔ اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہوگی۔ اسلامی تعلیم کیا پاک تعلیم ہے کہ جس نے مرد و عورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی۔‘‘

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 48)

Halloween کی رسم جسے اب ایک Fun خیال کیا جاتا ہے، اس کی بنیاد شیطانی نظریات اور مشرکانہ عقائد پر ہے اور ایک چھپی ہوئی برائی ہے۔ ایک سچے مسلمان اور خصوصاً ایک احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر وہ کام جس کی بنیاد شرک پر ہو اگرچہ وہ Fun کے طور پر ہی ہو اسے اس سے بچنا چاہئے، کیونکہ اس قسم کی رسومات انسان کو مذہب سے دور لے جاتی ہیں۔ پھر اس تہوار کے موقعہ پر تفریح کے نام پر بچے لوگوں کے گھروں میں فقیروں کی طرح جو مانگتے پھرتے ہیں وہ بھی ایک احمدی بچہ کے وقار کے خلاف ہے۔ ایک احمدی کا اپنا ایک وقار ہوتا ہے اور اس وقار کو ہمیں بچپن سے ہی بچوں کے ذہنوں میں قائم کرنا چاہئے۔ ان باتوں کے علاوہ بھی اس رسم کے اور بہت سے معاشرتی بد اثرات نئی نسل پر ہو رہے ہیں۔

پس Halloween کی رسم میں کسی احمدی کو شامل ہونے کی اجازت نہیں چاہے بھوت، چڑیل بنا ہو یا پری بنا ہو، کیونکہ یہ رسم ایک غلط اور مشرکانہ عقیدہ پر مبنی ہے۔

علامہ محمد عمر تماپوری۔ علی گڑھ، انڈیا

# قرآن کا تعارفی مطالعہ

قرآن پاک عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی پڑھنے کے ہیں۔ اور القرآن کے معنی ہیں وہ خاص کتاب جو بار بار پڑھی جائے۔قرآن پاک کو پڑھنے کے لئے نہ کسی تمہید کی ضرورت ہے نہ کسی مقدمہ کی۔قرآن پاک سے مستفید ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کا احترام دل کی گہرائی سے کریں۔ اور یہ یقین رکھیں کہ یہ ایسی کتاب ہے جس میں نہ کوئی تبدیلی ہوئی ہے اور نہ ہوسکتی ہے۔ یہ دُنیا کے تمام انسانوں کی کامیابی کی ضامن ہے۔ اور ایسے جامع و مانع اُصول دُنیا کے سامنے پیش کرتی ہے جو قابل قبول اور قابل عمل بھی ہیں۔جن پر عمل پیرا ہوکر دنیا کی ہر قوم اس کا تعلق کسی مذہب اور کسی فرقہ سے ہوخوش گوار اور کامیاب ترین زندگی گزار سکتی ہے۔ بشرطیکہ اس پر اعتماد اور یقین کے ساتھ عمل کیا جائے۔قرآن پاک کلام الٰہی ہے اس لئے ازل سے محفوظ ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک کا ارشاد ہے بَلۡ ہُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِیۡدٌ ﴿ۙ۲۲﴾ فِیۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ

(البروج: 22-23)

قرآن کریم 23 سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا کرکے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعہ نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا اور یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ جو خاتم الانبیاء حضرت محمد عربی ﷺ پر نازل ہوئی۔ لوحِ محفوظ سے قرآن کریم کا نزول دو مرتبہ ہوا۔ ایک مرتبہ یہ پورا کا پورا آسمان دُنیا کے ’’بیت العزت‘‘ میں نازل کر دیا گیا(بیت العزت جسے بیت المعمور بھی کہتے ہیں یہ آسمان پر فرشتوں کی عبادت گاہ ہے) پھر دوسری مرتبہ نبی کریم ﷺ پر تھوڑا تھوڑا کرکے حسب ضرورت نازل ہوا۔ یہاں تک کہ 23 سال کی مدت میں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔قرآن کریم کا یہ دوسرا دور تدریجی طور پر اُس وقت نزول ہوا جب آپ ﷺ کی عمر 40 سال کی تھی اور اس کی ابتداء لیلۃ القدر میں ہوئی وہ آنحضرت ﷺ پر قرآن کریم کی سب سے پہلے جو آیات نازل ہوئیں وہ سورۃ العلق کی ابتدائی پانچ آیات تھیں۔ اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ﴿۲﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۚ﴿۳﴾ اِقۡرَاۡ وَ رَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ ۙ﴿۴﴾ الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۙ﴿۵﴾ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ؕ﴿۶﴾

(العلق: 2-6)

یعنی پڑھ اور تیرا رب سب سے زیادہ معزز ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سکھایا۔ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

نزول وحی کا یہ مبارک سلسلہ 23 برس کی طویل مدت تک جاری رہا۔ آخری وحی سورۃ توبہ کی آخری دو آیتیں ہیں اور وہ 633ء میں آپ کی وفات سے کچھ پہلے نازل ہوئی تھیں۔ اس 23 سال کی مدت میں تقریباً ساڑھے بارہ سال مکہ میں گزرے اور باقی مدینہ میں۔ مکی دور میں جو سورتیں نازل ہوئیں ان کی تعداد 90 ہے اور مدینہ میں نازل ہونے والی سورتوں کی تعداد 24 ہے اور کل سورتوں کی تعداد 114 ہے۔ ان 114 سورتوں میں کل آیات 6236 اور کلمات 77933 اور کل حروف 332015 ہیں۔ مکی سورت یا آیات کا یہ مطلب ہے کہ یہ سورت یا آیات جو مکہ میں ہجرت نبوی سے پہلے نازل ہوئیں۔ مدنی سورتوں سے مراد وہ سورتیں ہیں جو ہجرت نبوی کے بعد مدینہ میں نازل ہوئیں۔قرآن کریم کی سورتوں کے نام اور ترتیب سب توفیقی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی گئی ہیں۔ اہل عرب میں ابتداء میں حروف پر نقطے لگانے کا رواج نہیں تھا اور نہ زیر زبر پیش لگائے جاتے تھے لیکن جب اسلام دُور دراز ملکوں میں پھیل گیا تو لوگوں کو تلاوت قرآن کریم میں دشواری پیش آئی۔ اور اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس میں نقطوں اور حرکات کا اضافہ کیا جائے۔ یہ کارنامہ سب سے پہلے ابو الاسود دولی نے انجام دیا۔ صحابہ کرام کا معمول تھا کہ وہ ہر ہفتہ قرآن کریم کی تلاوت مکمل کر لیتے تھے اور اس مقصد کے لیے انہوں نے ایک مقدار مقرر کی ہوئی تھی جسے، حرب، یا، منزل، کہتے تھے اور اس طرح سارے قرآن کریم کو کل سات، احراب، پر تقسیم کیا گیا تھا۔ آج کل قرآن کریم 30 اجزاء پر منقسم ہے جن کو تیس پارے کہا جاتا ہے اور یہ تقسیم معنی کے لحاظ سے نہیں بلکہ بچوں کو پڑھانے کے لحاظ سے کی گئی ہے یقین کے ساتھ یہ کہنا مشکل ہے کہ تیس پاروں کی تقسیم کس نے کی تھی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصاحف نقل کراتے وقت اُنہیں تیس مختلف صحیفوں میں لکھوا دیا تھا۔

مکی سورتیں عموماً کشمکش کے دور میں نازل ہوئی ہیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر طرح سے ستایا جا رہا تھا۔ یہ سورتیں زیادہ تر مختصر، پُر اثر اور تیز وتند انداز میں نازل ہوئی ہیں۔ حشرونشر کی بھی منظر کشی کرتی ہیں۔ توحید رسالت اور آخرت ان سورتوں کے خاص مضامین ہیں۔ ان سورتوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تلقین کی گئی ہے اور گزشتہ امتوں کے واقعات بطور نصیحت بارہا بیان کیے گئے ہیں۔ باقی 24 مدنی سورتیں ہیں۔ یہ فتح مندی کے دور میں نازل ہوئی تھیں اور زیادہ تر طویل اور تفصیلی ہیں اور تشریحی احکام سے پُر ہیں۔ مدنی سورتوں میں دینی عقائد، عملی عبادات یعنی نماز، روزہ، زکوۃ اور حج پر زور دیا گیا ہے ان سورتوں میں شراب، لحم الخنزیر (سور کا گوشت) قمار بازی اور سود خوری کی حرمت بیان ہوئی ہے۔ مالی اور جنگی احکام، قتل، قصاص چوری، بدکاری، نکاح، طلاق، وراثت اور غلاموں کو آزاد کرنے کے قوانین انہیں سورتوں میں بیان ہوئی ہیں۔ تشریحی احکام زیادہ تر سورۃ بقرہ، سورۃ نساء، اور سورۃ مائدہ میں آئے ہیں۔

## قرآن کریم کی چند خصوصیات

قرآن کریم کسی خاص قوم، کسی خاص جگہ کے لئے نہیں بلکہ ساری دنیا کے لئے نازل ہوا ہے۔قرآن کریم کی تعلیمات ہر قوم، ہر نسل اور ہر خطے کے لوگوں کے لیے یکساں طور پر موزوں اور ضرورت کے عین مطابق ہیں۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ اب کوئی اور کتاب اور صاحب کتاب (رسول) نہیں ہوگا۔ قرآن کریم نے گزشتہ ساری آسمانی کتابوں کو منسوخ کر دیا ہے۔ اب یہی کتاب قرآن کریم زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کرے گی۔ قرآن کریم ہی ایسی کتاب ہے جو ظاہری اور باطنی طور پر مکمل محفوظ ہے جس میں نہ کوئی کمی اور نہ زیادتی کی گنجائش باقی ہے۔

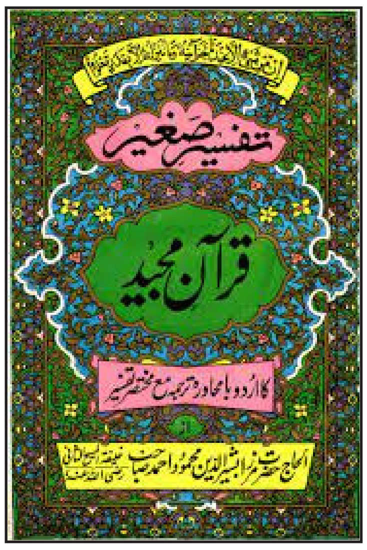

قرآن کریم چونکہ ایک ہی دفعہ سارے کا سارا نازل نہیں ہوا بلکہ اس کی مختلف آیات ضرورت اور حالات کی مناسبت سے نازل ہوتی رہی ہیں۔ اس لیے عہد رسالت میں یہ ممکن نہیں تھا شروع سے ہی اسے کتابی شکل دی جاتی۔ یوں تو قرآن کریم عہد رسالت میں بھی لکھا جاتا تھا مختلف چیزوں پر جیسے لکڑی کی تختیوں پر، چمڑے کے ٹکڑوں پر، شانوں کی ہڈیوں پر وغیرہ۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے دیکھا کہ حفاظِ قرآن کریم شہید ہوتے جا رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ مشورہ دیا کہ قرآن کریم کے اجزاء کو ایک چیز پر لکھ کر کتابی شکل دی جائے تاکہ کوئی حصہ ضائع نہ ہو۔ اس بناء پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ضروری سمجھا کہ قرآن کریم کے ان منتشر حصوں کو یکجا کر کے محفوظ کر دیا جائے اور یہ کام حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی محنت اور مشقت کے ساتھ انجام دیا۔ بہر کیف زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بڑی احتیاط کے بعد قرآنی آیات کو اسی ترتیب کے مطابق لکھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی تھی لیکن ہر سورت الگ الگ لکھی ہوئی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لکھوائے ہوئے یہ صحیفے اُن کی زندگی میں اُنہی کے پاس رہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ان صحیفوں کو امّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس منتقل کر دیا گیا۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ان مروجہ نسخوں میں قرآن کریم کا اختلاف ہوا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس کمیٹی کا صدر مقرر فرمایا جو کتاب قرآن کریم کے لئے تشکیل دی گئی تھی۔ عہد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تیار کیا ہوا نسخہ اس وقت امّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اس کو اساس بنا کر چند نسخے مرتب کیے گئے اور اس کی نقل کرا کے مختلف شہروں میں بھیج دیا گیا اور اعلان کر دیا گیا کہ آج کے بعد سے سب اسی کے مطابق قرآن کریم پڑھیں۔

## دعا کا تحفہ

### قوم کی تکذیب پر نصرتِ الٰہی کی دعا

حضرت نوحؑ کی اس دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں کشتی کے ذریعہ طوفان سے نجات عطا کی۔

قَالَ رَبِّ انۡصُرۡنِیۡ بِمَا کَذَّبُوۡنِ ﴿۲۷﴾

(المؤمنون: 27)

اے میرے رب! میری مدد کر کیونکہ یہ لوگ مجھے جھٹلاتے ہیں۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 40)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

درثمین احمد۔ جرمنی

## اطفال کارنر

# قصہ اصحاب کہف کا

پیارے بچو! آپ کو تو علم ہے کہ چاہے کسی بھی ملک کا کسی بھی دور کا بچہ ہو اسے کہانیوں سے بہت دلچسپی ہوتی ہے۔ مگر زیادہ تر کہانیاں غیر حقیقی کردار و واقعات اور فرضی قصوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے یہ غیر حقیقی کردار شخصیت کی تشکیل میں منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔ اور بعض کہانیاں لاشعوری طور پر ذہن میں انجانے خوف چھوڑ جاتی ہیں۔ اس لیے اگر ان فرضی قصے کہانیوں کی بجائے بچوں کے کہانی سننے کے شوق کو اگر شروع ہی سے صحت مند خطوط پر ڈالا جائے تو فرضی قصوں کی بجائے حقیقی واقعات و حکایات سے بچے اپنے ذہن کو جلا بخش سکتے ہیں۔

قرآن کریم میں بہت سے انبیاء کے واقعات وحالات کا ذکر ملتا ہے۔اسی طرح گزشتہ امتوں کے قصے بھی مذکور ہیں۔ کچھ قوموں کے عروج و زوال کی داستانیں بھی عبرت یا عظمت کے لئے بیان ہوئی ہیں۔اور انہیں میں آئندہ کیلئے پیش گوئیاں بھی مضمر ہیں مگر بدقسمتی سے بسا اوقات ان واقعات اور حالات کو محض افسانوی رنگ دے دیا جاتا ہے۔اور ان میں پوشیدہ معرفت کے رموز اور نکات نظروں سے اوجھل رہ جاتے ہیں۔

پیارے بچو! میں نے اس لئے اپنی کہانی میں فرضی واقعات بیان کرنے کی بجائے کوشش کی ہے، کہ واقعات کو اسطرح بیان کیا جائے کہ ان میں چھپے رموز و اسرار تک رسائی ہو سکے۔ اصحاب کہف کا واقعہ بھی کوئی فرضی قصہ یا کہانی نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے، مگر اس بات کو بعض مصنفین نے اسرائیلی روایات کے تناظر بیان کر کے نہ صرف مشتبہ کر دیا بلکہ معصوم ذہنوں کو کئی زاویوں میں بھٹکا کر رکھ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ واقعہ کی اصل حقیقت ان قصوں میں کہیں کھو کر رہ گئی۔ میں نے اپنے تئیں ایک کوشش ہی کی کہ اس واقعہ کو قرآن کریم کی روشنی میں بیان کرسکوں۔ جو بچوں کے لئے نہ صرف ان کے علم میں اضافے کا باعث ہو بلکہ بہت سے ابہام اور الجھنیں جو ذہنوں میں پائی جاتی ہیں۔ اصل حقائق کو جاننے سے دور ہو جائیں۔ اس سلسلہ میں خاکسار نے حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر قرآن یعنی تفسیر کبیر سے استعفادہ کیا ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش میں برکت ڈالے اور ہمارا اور ہمارے بچوں کا قرآن کریم سے ایک ذہنی اور قلبی تعلق قائم ہو جائے اور ہم سب پر اس کے نیک اثرات مرتب ہوں۔ آمین

پیارے بچو! آج میں آپ کو جن لوگوں کی کہانی سنانے جارہی ہوں، ان کے بارے اکثر ناصرات علم رکھتی ہوں گی۔ کیا آپ جانتے ہیں، کہ اس سورۃ (سورۃ کہف) میں کن لوگوں کا ذکر ملتا ہے؟ اور اصحاب کہف آخر کون تھے، اور قرآن کریم میں یہ واقعہ اس قدر تفصیل سے کیوں درج ہے؟ اور آخر اس سورۃ میں ہمارے لیے کیا پیغام ہے؟

تو پیارے بچو! کہانی شروع کرنے سے قبل میں آپ کو تھوڑا سا ان کے بارے میں بتاؤں گی، اس کے بعد ان کی کہانی بیان کروں گی۔

اصحاب کہف ابتدائی زمانہ کے روی مسیحی تھے، جو بت پرست رومی حکومت کے مظالم سے بچنے کیلئے غاروں میں چپ جایا کرتے تھے۔

مسیحیوں میں جب شرک پیدا ہو گیا تو اس ملک کے بادشاہ اپنے بتوں کے آگے سجدہ کرنے اور ان پر قربانیاں چڑھانے کے لئے لوگوں کو مجبور کرتے اور بڑی بڑی تکالیف دیتے تھے۔ ظلم اور ستم اور بھی بڑھ گئے، اور ان لوگوں کو جو ان بتوں کو سجدہ نہ کرتے تھے، قانونی طور پر سزادی جانے لگی۔ انہیں یا تو قید و بند کی صعوبتیں سہنی پڑتی یا موت کو اپنے گلے لگانا پڑتا اس وقت کچھ لوگوں نے جو توحید پر قائم تھے، باہم مشورہ کیا کہ جب ظلم بڑھ جائے اور باہر رہنا دین کیلئے مضر ہو تو اس غار میں چلے جائیں جہاں غلام اپنے آقا کے ظلم سے بچنے کیلئے چھپ جایا کرتے تھے۔ الکھف سے مراد ایک خاص غار تھی، جو مشہور تھی۔ اسی طرح ان موحد عیسائیوں نے توحید کی خاطر غاروں میں

زندگی گزانے کو ترجیح دی، بعد میں ان غاروں کو اپنی ضرورت کے مطابق بڑھالیا تھا۔ اور اپنی حفاظت کی غرض سے یہ لوگ غار کے منہ پر کتے بٹھالیتے تھے۔ ان کا واقعہ کسی ایک جماعت یا زمانہ میں نہیں گزرا بلکہ کئی جماعتوں اور مختلف ادوار میں گزرا ہے، اور یہ سلسلہ تین سو سال تک چلا۔ بچو! یہ تمام باتیں بتانے کا مقصد یہ ہے یہ یہی واقعات مسلمانوں کی ایک جماعت کو درپیش ہوں گے۔ ان کے ساتھ بھی اصحاب کہف کا سا معاملہ مہدی پر ایمان لانے کی وجہ سے پیش آئے گا۔ اور ان کو بھی خدا پر ایمان لانے کی وجہ سے تکالیف دی جائیں گی۔ اور آپ سب جانتے ہیں، کہ وہ مہدی ومسیح کی جماعت جماعت احمدیہ ہے جو آجکل ان حالات سے گزر رہی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم دعاؤں پر بہت زور دیں، تا کہ خدا تعالیٰ ہمیں ہماری کمزروی کی حالت سے نکال کر ترقیات سے نوازے۔ اور اسلام کو سارے عالم میں دوبارہ عروج حاصل ہو۔ ان شاءاللہ

پیارے بچو! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے، کہ توحید باری تعالیٰ کا درس ہمیں ہر مذہب اور قوم میں ملتا ہے۔ کہ ہمارا پیدا کرنے والا اور پالنے والا صرف اور صرف خدا تعالیٰ ہی ہے۔ اور وہی ہمارا معبود اور مالک ہے۔ وہ اس بات کا بھی حقدار ہے، کہ تنہا اسکی بندگی کی جائے اور اسے چھوڑ کر کسی کے بھی سامنے سر نہ جھکایا جائے۔ اس لیے جب اصحاب کہف کے بارے میں تحقیق کی جائے تو یہ بات پتہ چلتی ہے کہ ابتدائی زمانہ کے مسیحی مشرک نہ تھے، بلکہ خدائے واحد کے ماننے والے تھے اور اس لیے رومی حکومت کے مظالم سے بچنے کیلئے وہ لوگ غاروں میں چپ جایا کرتے تھے۔ روم کے پاس ایسے غاروں کے ثبوت بھی ملتے ہیں۔ جن میں اسوقت کے حالات کے متعلق کتبے پائے گئے ہیں۔ شروع میں عیسائیت میں شرک کا نام بھی نہ تھا اور وہ لوگ صرف حضرت مسیحؑ کو ہی نبی اور اپنا نجات دہندہ تصور کرتے تھے۔ جب بھی کہیں ظلم وستم بڑھتا تو وہ ان غاروں میں پناہ گزیں ہو جاتے اور خفیہ طور پر سامان رسد جمع کر کے وہاں رہتے حتّٰی کہ انہیں کئی کئی سال وہاں ان غاروں میں پناہ لینی پڑی۔ ان کے متعلق مختلف راویوں نے نہایت عجیب وغریب روایات بھی بیان کی ہیں۔ مگر ان میں اصل زمینی حقائق کا خیال نہیں رکھا گیا، اور تمام روایات ایک فرضی کہانی سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتیں مگر پیارے بچو! ہمیں تو ہمارا مذہب سکھاتا ہے کہ آپ جو بھی بات کر یں اس میں راستبازی کو اپنے مدنظر رکھیں۔ لہذا ہمیں ان واقعات کو چھوڑ کر اس جانب اپنی توجہ کرنی ضروری ہے۔ کہ آخر وہ کون لوگ تھے اور ان کے ساتھ کیا حالات پیش آئے۔ تحقیق سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ مختلف ادوار میں کم وبیش تین سو سال تک اصحاب کہف کو گمنامی کی زندگی بسر کرنی پڑی، اور پھر تین سو سال بعد جب روم کا ایک بادشاہ عیسائی ہو گیا تو عیسائیوں کی یہ تکلیف دور ہوئی اسکے بعد گاتھ قوم نے روم پر حملہ کر دیا اور ان غار نما تہ خانوں کو لوٹ لیا اور توڑ دیا۔ جس کی وجہ سے آہستہ آہستہ انکا ذکر مٹ گیا۔ جن کو بعد میں آثار قدیمہ کے محققین نے روم کے کھنڈرات تلاش کرتے ہوئے معلوم کیا۔ اس سے ایک بات تو ثابت ہوتی ہے۔ کہ مختلف تفاسیر میں جو امور بیان کئے گئے ہیں گو وہ زیادہ تر رطب و یابس پر مشتمل ہیں مگر ان واقعات کی موجودگی میں انہیں اصل واقعہ سے کلی طور پر مختلف نہیں کیا جاسکتا اور صداقت کا کچھ عنصر ان روایات میں موجود ہے۔ اسی طرح کیٹا کومبز اور کلیسا کی تاریخ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ فرداً فرداً مسیحیوں پر مظالم حضرت مسیح کے واقعہ صلیب سے شروع ہوئے جس کی شہادت ہمیں حضرت مسیح کے حواری پطرس کی وفات سے ملتی ہے۔ یہ بات بھی تاریخ سے ثابت ہے کہ پطرس کی وفات روم میں ہوئی اور یہ کہ اس زمانہ میں مسیحیوں پر سختیاں ہوتی تھیں۔ ان کو بھاگ کر اپنی جانیں بچانی پڑتی تھیں۔

(سٹوری آف روم، مصنف نارو ڈینگ)

تاریخ سے بھی ثابت ہے کہ ڈلیس یا وقیانوس کے زمانہ میں مسیحیوں پر سختیاں بڑھ گئیں، اور قانو نا نہیں سزادی جاتی اور جو لوگ بتوں کو سجدہ نہ کرتے انہیں قید یا قتل کر دیا جاتا۔

رومیوں میں رواج تھا کہ وہ اپنے مردوں کو کمروں میں رکھتے تھے شہروں اور شہروں سے باہر ایسی جگہیں بنی ہوتی تھیں جو کیٹا کومبز کہلاتی تھیں۔ ان کیٹا کومبز میں نہ صرف وہ آسانی سے چھپ سکتے تھے بلکہ انکے اور سونے اور موسم کی شدت سے محفوظ رہنے کا بھی سامان ہوتا تھا۔ یہ کیٹا کومبز روم کے پاس، اسکندریہ میں سسلی میں، مالٹا میں اور چلیز میں دریافت ہو چکے ہیں۔ بعض مصنفین نے اس کے لئے cave جو کہ عربی زبان کے لفظ کہف کی ہی بگڑی ہوئی شکل ہے، استعمال کیا ہے۔ ایک روی مورخ Tacetus کی شہادت سے ثابت ہے کہ نیرو نامی بادشاہ نے عوام کو خوش کرنے کیلئے مسیحیوں کو زندہ جلانے، کتوں سے پھڑوانے اور صلیب دینے کے مختلف طریقے اختیار کر رکھے تھے اور اس غرض سے اس نے اپنا باغ دے رکھا تھا، ظاہری بات ہے کہ اگر قوم پر اسقدر ظلم ہو تو وہ بھاگ کر ادھر ادھر پناہ لے گی ہی، چنانچہ جب ان لوگوں نے ان جگہوں پر پناہ لینی شروع کی تو حفاظت کی خاطر انہوں نے ان کیٹا کومبز میں زیادہ سے زیادہ کمرے بنانے شروع کر دیے۔ اسی طرح جو لوگ شہید ہوتے انکی لاشوں کو بے حرمتی سے بچانے کیلئے وہ ان تہ خانوں میں لا کر دفن کر دیتے، اس لئے یہ تہہ خانے اس کثرت سے ہو گئے کہ بعض لوگوں کے اندازے کے مطابق وہ کئی میل لمبائی تک چلے گئے تھے۔

چونکہ ظلم سدا نہیں چلتا، اس لئے جب درمیان میں بعض بادشاہ نرمی کرتے تو یہ لوگ واپس آ جاتے اور جب پھر سختی کا دور آتا تو دوبارہ ان جگہوں پر چلے جاتے اور اپنی حفاظت کی غرض سے یہ غار کے سامنے کتے بٹھالیا کرتے تھے تا اجنبی کے آنے پر بھونکنے سے وہ دشمن سے باخبر ہو

غاروں کے اندرون کا ایک منظر

جائیں۔ان زمین دوز کمروں میں وہ صرف سیڑھی کے ذریعہ داخل ہو اور نکل سکتے تھے،اسی وجہ سے وہ عموماً لکڑی کی سیڑھی استعمال کرتے تھے اور بعد میں وہ سیڑھی ہٹا دیتے تا کہ کوئی اور اندر نہ آ سکے۔یا اگر کبھی دشمن داخل ہو بھی جائیں تو آگے حفاظتی نکتہ نظر سے ہر کمرہ سے چار راستے بنا دیے گئے تھے ان میں سے ایک راستہ تو اگلے کمرے کی طرف جاتا تھا اور باقی راستے کچھ دور جا کر بند ہو جاتے تھے۔اسکا یہ فائد ہوتا تھا کہ عیسائی لوگ تو واقفیت ہونے کی وجہ سے اگلے کمرے میں داخل ہو جاتے اور تعاقب کرنے والے غلط راستے کی جانب چلے جاتے اور ان لوگوں کا پیچھا نہ کر پاتے اور اگر کبھی وہ کامیاب ہو بھی جاتے تو نیچے گہرائی میں موجود تہ خانوں میں جن کی لمبائی کئی سو میل تک بھی محیط ہوتی تھی ان عیسائیوں کو پکڑنا کوئی آسان کام نہ تھا اور اگر کبھی انہیں پولیس پکڑنے میں کامیاب ہو بھی جاتی تو وہیں ان لوگوں کو قتل کر دیتی تھی حضرت مصلح موعودؓ سورۃ کہف کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”میں نے خود ایسے شہدا کی بہت سی قبریں وہاں دیکھی ہیں،ہم نے بعض کتبے پادریوں سے پڑھوا کر معلوم کیا جن میں وہ دردناک واقعات بیان کیے گئے ہیں جو ان کو پیش آتے تھے۔“ (تفسیر سورۃ کہف 462 خلاصہ) یہ کہ اصحاب کہف کے واقعہ میں مسیحیوں کے ابتدائی زمانہ کے حالات کو پیش کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ انکی تو ابتدا اس طرح ہوئی کہ وہ بت پرستی کے خلاف جہاد کرتے تھے اور شرک سے بچنے کیلئے انہوں نے صدیوں تک بڑی بڑی قربانیاں دیں لیکن انتہا اس طرح ہوئی کہ اصل دین کا کوئی نشان بھی اب مسیحیوں میں نہیں پایا جاتا۔

بچو!اب میں آپ کو بتاتی ہوں کہ اس سورۃ کریمہ میں ہمارے لیے کیا پیغام ہے تو پیارے بچو! حضرت مصلح موعودؓ اس سورۃ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں،اس غار کی جائے وقوعہ بتانے سے یہ مقصد تھا کہ شمال میں مسلمانوں کا کوئی دشمن ہے مسلمان اس سے ہوشیار رہیں مگر مسلمانوں کی غلطی ہے کہ انہوں نے اس کی جانب کوئی توجہ نہ کی،اور اسکی تفسیر کو صحیح سے نہ سمجھا کہ مسلمان اگر ان قوموں سے دوستی رکھیں گے تو ہلاک ہوں گے پس مسلمانوں نے آپس میں تو لڑائیاں کیں مگر روم کے بادشاہوں سے صلح رکھی ماسوائے مسلمانوں کے ابتدائی زمانہ کے مگر جب مسلمان اسلام سے دور جا پڑے تو بغداد کے بادشاہوں نے سپین کی مسلم حکومت کو نقصان پہنچانے کیلئے مشرقی روم کی بازنطینی حکومت سے صلح کر لی اور چین کے بادشاہوں نے بغدادی حکومت کے خلاف مدد لینے کیلئے پاپائے روم کو تحائف بھیجے اور ان سے صلح کر لی پھر آگے حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں ان اقوام کی نیند سے مراد ان کی ظاہری نیند کو نہیں لینا چاہیے بلکہ اس سے مراد انکی گمنامی کی زندگی تھی جسکا ذکر ان کے لٹریچر میں Dark ages کے نام سے ملتا ہے۔اگر مسلمان ان کی طاقت کو توڑ دیتے تو یقیناً آج دنیا کا نقشہ ہی اور ہوتا۔رومی حکومت اس وقت بحیرہ ماموره کی دونوں جانب یورپ کی حفاظت کر رہی تھی۔اگر بحیرہ ماموره کی جانب دیکھا جائے تو یوں لگتا ہے جیسے کوئی کتا اپنے پاؤں پھیلائے پہرہ دے رہا ہو،ترکوں کے زمانہ میں یہ علاقہ فتح ہوا مگر مقابلہ کا اصل موقعہ ہاتھ سے نکل چکا تھا اگر بغداد اور چین کی حکومتیں ملکر اپنے زمانہ میں شمالی ملکوں میں پھیل جاتی تو یقیناً اسلام ان ممالک میں پھیل جاتا اور آج تاریک دن دیکھنے میں نہ آتے۔اسی طرح یہ بھی بتایا کہ مسیحی اقوام کی ترقی کے وقت ایک ایسی جماعت ہوگی جو اسلام پر قائم ہوگی اور ان کو تکالیف دی جائیں گی،لوگوں کو نصیحت کی گئی کہ ان سے ملیں۔اسی طرح یہ بھی بیان کیا گیا کہ اس زمانے میں بعض مسلمان اسلام کی ترقی کو ظاہری سیاسی اسباب سے وابستہ کریں گے۔پس ہمیں یہ بھی نصیحت کی گئی کہ تم ظاہری غلطی میں مبتلا نہ ہو جانا،بلکہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کو اپنی دعاؤں کے ذریعے بلانے والی جماعت میں داخل ہونا اور اس بظاہر حقیر نظر آنے والی جماعت کو حقیر مت جاننا۔اور ان لوگوں کی پیروی نہ کرنا جو ذکر الٰہی اور تبلیغ سے غافل ہوں گے،اور افراط وتفریط کے مرض اور سیاست کی ہوا وہوس میں مبتلا ہوں گے۔ایسے وقت میں ضروری ہے کہ مسلمان عبادت میں مشغول رہیں،اور مال کی طرف رغبت نہ کریں اور اپنی جائز ضروریات پوری کر کے باقی مال دین کی اشاعت کیلئے وقف کر دیں۔سو ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے تمام تر وسائل کو بروئے کار اپنے آپ کو دین کی اشاعت کیلئے وقف کر دیں اور اس راہ میں حائل تمام تر مشکلات کا سامنا عزم و ہمت و جواں مردی سے کریں،تا کہ دین اسلام کو اور مسیح ومہدی کی جماعت کو تمام دنیا میں غلبہ نصیب ہو۔ان شاء اللہ تعالیٰ۔

---

عاطف احمد زاہد۔مربی سلسلہ،ایڈیلیڈ،آسٹریلیا

## کاڈینا روٹری مارکیٹ میں

# قرآن کی نمائش اور بک سٹال کا انعقاد

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 30 جولائی 2022ء کو جماعت احمدیہ ایڈیلیڈ ویسٹ کے سات احباب پر مشتمل ایک گروپ کو کاڈینا (Kadina) کی روٹری مارکیٹ میں قرآن کریم کی نمائش اور بکسٹال لگانے کی توفیق ملی۔الحمد للہ۔کاڈینا آبنائے York کا سب سے بڑا ٹاؤن ہے اور اس علاقے کی زراعت کا مرکز ہے۔کسی زمانے میں یہ ٹاؤن تانبے کی کان کنی کے لئے بھی مشہور تھا۔اس مارکیٹ کا انعقاد ہر مہینے کے آخری ہفتے کے روز وکٹوریہ سکوائر میں ہوتا ہے اور کثیر تعداد میں لوگ اسے وزٹ کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ٹاؤن میں بھی سب سے پہلے جماعت احمدیہ کو ہی اسلام کا پرامن پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔الحمد للہ

ہم نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مسجد محمود سے کاڈینا کے لئے روانہ ہوئے اور تقریباً ایک گھنٹہ چالیس منٹ کی مسافت کے بعد وہاں پہنچے۔وہاں پہنچ کر ہم نے مارکیٹ کے مین ایریا میں قرآن کریم کی نمائش اور بک سٹال لگایا۔جماعتی پیغام

Love for all Hatred for None، Muslims for Peace، اور Muslims for Loyalty سے مزین مارکی نے خاص طور پر لوگوں کی توجہ کو اپنی جانب مرکوز کیا۔

نمائش میں قرآن کریم کے دس تراجم،مختلف جماعتی کتب مثلاً ”Life of Muhammad (saw)“،”اسلامی اصول کی فلاسفی“،”عالمی بحران اور امن کی راہ“،”اسلام اور عصر حاضر کے مسائل“ اور جماعتی تعارف پر مبنی پمفلٹس کو display کیا گیا۔ مقامی لوگوں کی جانب سے بہت اچھا response ملا اور وہ سینکڑوں کی تعداد میں نمائش اور بکسٹال کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔ہم نے ان کو اسلام کی پرامن تعلیم سے آگاہ کیا نیز چند مقامی لوگوں کے ساتھ مختلف موضوعات مثلاً اسلام میں خدا کا تصور اور حیات بعد الموت وغیرہ پر تفصیلی گفتگو بھی ہوئی۔

ایک مقامی شخص Daniel Copping صاحب جنہوں نے ایک سال قبل اسلام کو قبول کیا تھا وہ ہمارے بک سٹال پر تشریف لائے اور بہت خوشی کا اظہار کیا اور بڑے جذباتی انداز میں کہنے لگے کہ میں ایک سال سے مسلمان بھائیوں سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔آج آپ کے یہاں آنے سے میرا اپنے مسلمان بھائیوں سے رابطہ قائم ہوا ہے۔خاکسار نے موصوف سے رابطے کی تفصیل لی اور ان کو ایڈیلیڈ میں اپنی مسجد محمود وزٹ کرنے کی دعوت دی موصوف نے نمائش کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے مزید کہا کہ:

”یہ نمائش اور بک سٹال جو آپ نے لگایا ہے یہ بہت خوبصورت ہے۔میرے خیال میں زیادہ سے زیادہ آسٹریلینز کو اسلام کے متعلق بتانا چاہیے تا کہ ان کو احساس ہو کہ اسلام امن کا مذہب ہے۔میرے مطابق میڈیا اور اخباروں کے ذریعے آسٹریلینز کو گمراہ کیا جاتا ہے،وہ اسلام کو بری تصویر پیش کرتے ہیں جبکہ اسلام امن کا مذہب ہے۔“

Copper سٹی کونسل سے کونسلر کیتھی ولوگن (Cathy Vluggen) اور کونسلر پیٹر اوسوالڈ (Peter Oswald) نے ہماری نمائش اور بک سٹال کو وزٹ کیا اور ہماری اس کاوش کو خوب سراہا۔ کونسلر کیتھی ولوگن صاحبہ نے کہا:

”میں آپ کو اپنے ریجن میں خوش آمدید کہتی ہوں۔آپ کو یہاں دیکھ کر بہت اچھا محسوس ہو رہا ہے کہ آپ یہاں مقامی لوگوں اور دوسرے وزٹ کرنے والوں میں اپنا امن کا پیغام پھیلا رہیں ہیں۔یہاں وزٹ کرنے کے لئے بہت بہت شکریہ۔آپ کا یہاں آنا اس لئے بھی ضروری تھا کہ میری طرح بہت سے لوگ آپ کے اچھے کاموں سے واقف نہ تھے۔بہت تھوڑے لوگ ہیں جو غلط کام کرتے ہیں اور آپ سب کو برا نام دیتے ہیں جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔آپ لوگ خون کے عطیات دینے،لوگوں کے گھروں میں پمفلٹس کے ذریعے امن کا پیغام پہنچانے کے ساتھ ساتھ دوسرے اچھے کاموں کے ذریعے سوسائٹی میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔میرے خیال میں جتنا ہم اس پیغام کو لوگوں تک پہنچائیں گے اتنا ہی بہتر ہوگا۔ایک مرتبہ پھر آپ کا یہاں آنے کے لئے بہت بہت شکریہ۔“

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف قرآن کریم کی نمائش اور بک سٹال انتہائی کامیاب رہا بلکہ اس کے ذریعے اس ریجن میں تبلیغ کے نئے مواقع بھی مہیا ہوئے ہیں جن سے ان شاء اللہ مستقبل قریب میں استفادہ کیا جائے گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس عاجزانہ کاوش کو قبول فرمائے اور آئندہ بھی ہمیں احسن رنگ میں اسلام احمدیت کا پیغام لوگوں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

جوزف لامین کمارا ۔معتمد مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون

# دوسرا ریفریشر کورس نیشنل عاملہ و ریجنل قائدین خدام الاحمدیہ سیرالیون

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 18 اور 19/ جون 2022ء کو مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون کی نیشنل عاملہ و ریجنل قائدین برائے سال 22-2021ء کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ پہلا ریفریشر کورس مورخہ 11 اور 12/ دسمبر 2021ء کو منعقد ہوا تھا جبکہ اس کے معاً بعد 2021ء و ماہِ جنوری 2022ء میں تمام ریجنز میں ریجنل عاملہ جات و لوکل قائدین کے ریفریشر کورسز کروائے گئے جس کے لئے نیشنل ممبران عاملہ تشریف لئے گئے۔ ہر دو کی رپورٹ الفضل میں شائع شدہ ہے۔اس کے علاوہ 21 تا 23 جنوری 2022ء ریجنل منتظمین و مربیان اطفال کے ریفریشر کورس کا بھی انعقاد کیا گیا۔

دوسرے ریفریشر کورس کو کامیاب بنانے کے لیے دو روز پر مشتمل پروگرام ترتیب دیا گیا جس میں تربیت کا پہلو مدنظر رکھا گیا تھا۔ پروگرام کے آغاز سے قبل حضور انور کی خدمت میں دعائیہ خط لکھا گیا اور صدقہ دیا گیا۔ ریفریشر کورس کی مختصر رپورٹ پیش خدمت ہے۔

## 18 جون 2022ء- پہلا روز

صبح کا آغاز انفرادی تہجد، نمازِ فجر اور درس سے ہوا۔ مکرم حمید علی بنگورا صاحب مہتمم اطفال نے درس دیا۔مسجد میں اجتماعی تلاوت کے بعد تمام موجود ممبران نے سیر کی۔ احمدیہ ہیڈ کوارٹر سے نیشنل فٹبال سٹیڈیم تک واک کی گئی۔جس کے بعد تمام احباب کو ناشتہ پیش کیا گیا۔

## افتتاحی تقریب

ریفریشر کورس کا باقاعدہ آغاز مکرم مورث کمارا صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون کی زیر صدارت ہوا مورخہ 18/ جون 2022ء کو صبح 10 بجے۔تلاوت قرآن کریم اور انگریزی ترجمہ مکرم مولوی جبریل کروما صاحب مہتمم تبلیغ نے پیش کیا۔ مکرم صدر صاحب نے عہد دہرایا۔ اس کے بعد محترم صدر مجلس نے اس ریفریشر کورس کے باثمر ہونے کے لیے دعا کروائی۔

دعا کے بعد خاکسار نے ریفرشر کورس کی اہمیت و ضرورت اور دو روزہ پروگرام کا تعارف کروایا۔جس کے بعد مکرم عثمان احمد طالع صاحب (نائب صدر اول) نے ''احمدی خدام و اطفال کی اخلاقی و قومی تربیت کی اہمیت'' کے موضوع پر خلفائے کرام کے اقتباسات سے روشنی ڈالی۔ بعد ازاں مکرم ذیشان محمود صاحب (نائب صدر دوم) نے ''خدام الاحمدیہ سے حضور انور ایدہ اللہ کی توقعات'' کے موضوع پر اظہار خیال کیا اور مختلف ورچوئل میٹنگز میں حضور انور کی بیان فرمودہ ہدایات کو پیش کیا۔

پروگرام کے مطابق ممبران نیشنل عاملہ نے اپنے شعبہ جات کی گزشتہ آٹھ ماہ کی مساعی پیش کیں اور آئندہ کا لائحہ عمل پیش کیا۔جس کے بعد مکرم صدر مجلس نے افتتاحی خطاب کیا۔جس میں انہوں نے نیشنل عاملہ اور ریجنل قائدین کو اپنا نمونہ پیش کرنے، تربیت، تعلیم اور رپورٹس بھجوانے سے متعلق ہدایات دیں۔اسی طرح انہوں نے حضور انور کی عاملہ جات سے توقعات سے متعلق مختلف اقتباسات پیش کئے۔ساتھ ساتھ مختلف سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ نماز ظہر کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔

## دوسرا سیشن

قیلولہ اور نمازِ عصر کے بعد مکرم حمید علی بنگورا صاحب مہتمم اطفال اور مکرم طاہر احمد بھٹی صاحب مربی اطفال نے شعبہ اطفال کے حوالہ سے تفصیلی ہدایات دیں۔

جس کے بعد ایک ڈسکشن پروگرام رکھا گیا تھا۔نیشنل عاملہ اور ریجنل قائدین نے اپنی مشکلات پر راہنمائی چاہی۔ مکرم صدر مجلس، نائب صدر صاحب، مہتمم صاحب اطفال اور مربی صاحب اطفال پر مشتمل پینل نے سوالات کے جوابات دیئے۔

نمازِ مغرب و عشاء کے بعد احمدیہ بیت الذکر ہیڈ کوارٹر میں ہی مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں عمومی و تربیتی موضوعات پر سوال و جواب ہوئے۔ مربی صاحب اطفال نے شاملین محفل کے سوالات کے جوابات دیئے۔ دعا کے ساتھ یہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔

## 18 جون 2022ء- دوسرا روز

دوسرے روز مکرم مولوی الحاجی ابوبکر بنگورا صاحب مہتمم تربیت نے اجتماعی نماز تہجد اور نماز فجر پڑھائی اور درس دیا۔جس کے بعد تمام احباب نے مسجد میں ہی اجتماعی تلاوت کی۔ بارش کے باعث سیر کا پروگرام نہ ہوسکا۔

دوسرے روز کی کارروائی کا آغاز صدر صاحب مجلس کی زیر صدارت صبح ساڑھے نو بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم مولوی فواد بشیر کمارا صاحب مہتمم تحریک جدید نے سورۃ البقرۃ آیات 152-149 مع انگریزی ترجمہ پیش کیں۔جس کے بعد خاکسار نے عہد دہرایا۔ دعا کے بعد سوالات کے جوابات دیے گئے۔ اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم سعید الرحمٰن صاحب امیر و مشنری انچارج سیرالیون تھے۔ بعض انتہائی مصروفیات کے سبب آپ دوران پروگرام شامل ہوئے۔ اس کے بعد خاکسار نے ریفریشر کورس کی رپورٹ پیش کی۔

پروگرام کے مطابق محترم امیر و مشنری انچارج صاحب نے تمام عاملہ ممبران میں سندِ شرکت تقسیم کی۔جس کے بعد مکرم صدر مجلس نے تمام ریجنل قائدین میں سندِ شرکت تقسیم کیں۔اور ابتدائی چھ ماہ میں بہترین کارکردگی کی بناء پر 5 ریجنز میں مربی صاحب اطفال میں اسنادِ خوشنودی تقسیم کیں۔ حسنِ کارکردگی کی بنا پر پہلے پانچ ریجن حسبِ ذیل رہے۔ بو ریجن، مکینی ریجن، کونو ریجن، واٹرلو ریجن، پورٹ لوکو ریجن۔

اس کے بعد محترم صدر صاحب نے مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر و مشنری انچارج صاحب کی بطور امیر طویل عرصہ پر محیط خدمات کو سراہا اور جماعت احمدیہ سیرالیون اور خصوصاً خدام الاحمدیہ سیرالیون کے استحکام میں کلیدی کردار ادا کرنے پر شکریہ ادا کیا۔صدرِ مجلس نے مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون کی جانب سے ان خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے ایوارڈ پیش کیا۔

آخر پر محترم امیر و مشنری انچارج صاحب نے تمام شاملین کو نصائح کرتے ہوئے فرمایا کہ الحمد للہ خدام فعال ہیں۔قائدین کو خدام اور اطفال کی خصوصی تربیت پر زور دینا چاہیے۔ یسرنا القرآن، قرآن کریم پڑھنے پر زور دیں۔تعلیمی و تربیتی کلاسز جاری رہیں۔ چھوٹی چھوٹی احادیث، دعائیں، قصائد، نظمیں یاد کروائیں۔مختلف پروگرامز پر جب اطفال ناصرات عربی احادیث، قصائد یا دعائیں پیش کرتے ہیں تو غیروں پر نیک اثر قائم ہوتا ہے۔

دعا سے اس بابرکت پروگرام کا اختتام ہوا۔جس کے بعد محترم امیر صاحب کے ساتھ نیشنل عاملہ اور ریجنل قائدین کا الگ الگ گروپ فوٹو ہوا۔ نمازظہر سے قبل تمام شاملین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔ ریفریشر کورس میں نیشنل عاملہ اور ریجنل قائدین مجالس شامل ہوئے۔ پروگرام کی حاضری پہلے روز 35 جبکہ دوسرے روز 40 رہی۔

طاہر محمود عابد۔ مبلغ انچارج گنی کناکری

# خلیفہ کے ہم ہیں خلیفہ ہمارا

## قسط دوم

(تسلسل کے لئے دیکھیں الفضل آن لائن مؤرخہ 29/ مارچ 2022ء)

مسیح آخر الزماں جس نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق آنا تھا کے بلندمرتبہ مقام کا اندازہ آپ اس بات سے بھی لگا سکتے ہیں کہ گذشتہ زمانہ کے انبیاء اس کے امتی ہونے پر فخر محسوس کرتے نظر آتے ہیں تو آپ خود اندازہ لگائیں کہ اس جری اللہ فی حلل الانبیاء کے خلیفہ کا کیا مقام ہو گا تو میری ناقص عقل کے مطابق اس زمانہ میں موجود ہونا ہی بہت بڑی سعادت ہے اور سونے پہ سہاگہ کا کام اس وقت ہو جاتا ہے جب آپ کو خلیفۃ المسیح کی محبت نصیب ہو جائے یا پھر آپ کی خلیفۃ المسیح سے سچی محبت کی اطلاع ہی بارگاہ خلافت تک پہنچ جائے۔

### ایں سعادت بزور بازو نیست

خلافت کی یہ نعمت ہمیں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی ثم تکون الخلافۃ علی منہاج النبوۃ کے عین مطابق نصیب ہوئی اور مامور زمانہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس قدرت ثانیہ کے اجراء کا ذکر کرتے ہوئے یوں فرمایا کہ:

’’سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ کہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کی خوشیوں کو اس وقت پامال کیا جب حضرت الحاج مولانا حکیم نور الدینؓ کو منصب خلافت پر قائم فرمایا اور خدا تعالیٰ کا مؤمنین سے کیا ہوا دوسری قدرت کا وعدہ بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا اور دنیا نے دیکھا کہ کس طرح الٰہی وعدہ کے مطابق خوف نہ صرف امن میں بدلہ بلکہ غیرمعمولی ترقیات کا ایک نیا دور قدرت ثانیہ کے ظہور کے ساتھ شروع ہوا اور ایک عظیم قیادت خلیفہ وقت کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو نصیب فرمائی۔ الحمد للّٰہ ثم الحمد للّٰہ

بات خوف کو امن میں بدلنے کی چلی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو آیت استخلاف میں مؤمنین سے کیا گیا ہے اس ضمن میں ایک اور ایمان افروز واقعہ پیش خدمت ہے کہ مئی 2008ء میں جو کہ خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کا سال تھا اور 100 سال پورے ہونے پر ساری دنیا میں جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے جشن منارہی تھی اور اس عظیم الشان نعمت پر دل اللہ تعالیٰ کے شکر اور حمد سے بھرے ہوئے تھے وہیں یہاں ہمارے ملک گنی کناکری میں فوجی جرنیل جو کہ ملک کا صدر بھی تھا کے خلاف فوج میں بغاوت پیدا ہوگئی اور فوج دو حصوں میں تقسیم ہوگئی اور ملک کے حالات سخت خراب ہو گئے انہیں دنوں سیرالیون کے سابق امیر مولانا سعید الرحمٰن صاحب کی اہلیہ محترمہ یہاں گنی تشریف لائی ہوئی تھیں کیونکہ خاکسار کی اہلیہ امید سے تھیں اور مئی کے مہینہ میں ہی بچہ کی پیدائش متوقع تھی۔ اسی سلسلہ میں اہلیہ محترمہ سابق امیر صاحب حالات خراب ہونے سے کچھ دن قبل یہاں گنی میں آگئی تھیں اسی دوران حالات سخت خراب ہو گئے اور ملک میں کرفیو لگ گیا دونوں گروپس میں شدید تصادم کی صورتحال پیدا ہوگئی گولیوں کے تبادلے کے علاوہ گولہ باری بھی ہونے لگی ہوائی فائرنگ کے نتیجہ میں بہت سے شہری ہلاک ہو گئے سخت خوف کی حالت تھی یہ ساری صورتحال خاکسار نے مکرم ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب یوکے کی توسط سے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بھجوائی اور دعا کی عاجزانہ درخواست کی تو پہلا معجزہ تو یہ ہوا کہ جو سخت خوف کی حالت تھی وہ امن میں اس وقت بدلنا شروع ہوگئی جب بارگاہ خلافت سے یہ پیغام ملا کہ اللہ فضل فرمائے اور حفاظت فرمائے اور اس کے ساتھ ہی حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ ملک سے نکلنے کی کوشش کریں اور سیرالیون چلے جائیں۔ بظاہر ایسا ہونا ناممکنات میں سے نظر آرہا تھا کرفیو کے علاوہ ہر طرف فوج گھوم رہی تھی اور باہر نکلنا مشکل تھا۔

اس دوران ایک دن خبر ملی کہ 30 مئی 2008ء کو ایک دن کا وقفہ ہوگا جس میں معاملات مذاکرات کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کی جائے گی لہٰذا اسی دن ہم نے وہاں سے نکلنے کا پروگرام بنایا لیکن اس اچانک سفر کیلئے گاڑیوں میں جب پیٹرول چیک کیا تو بہت معمولی مقدار میں فیول موجود تھا اور تمام گیس اسٹیشنز بند تھے اس صورتحال میں حضور اقدس کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھ کر ہم نے صبح ہی سفر کرنے کا پروگرام بنایا کیونکہ ہم اس موقع کو ضائع نہیں کرنا چاہتے تھے (ایک اور بات اس ضمن میں عرض کردوں کہ مرکز سے ہدایت آئی کہ کسی سکیورٹی کا انتظام بھی ساتھ کرلیں تو جب متعلقہ ادارے سے رجوع کیا تو جو رقم وہ مانگ رہے تھے وہ ہماری سوچ سے بھی زیادہ تھی اور اتنی رقم ہمارے پاس موجود بھی نہیں تھی)

خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین اور خلیفہ وقت کی دعاؤں پر ایمان کے ساتھ گھر سے نکل پڑے۔ ان دنوں یہاں ایک ڈائمنڈ کمپنی جس کے مالک ہمارے احمدی بھائی مکرم لطف الرحمٰن خان تھے ان کی گاڑی اور ایک جماعت کی گاڑی جس میں خاکسار کی فیملی اور امیر صاحب سیرالیون کی اہلیہ محترمہ، دوسری گاڑی میں ہمارے احمدی دوست مکرم حیات محمد مرزا جو کہ اس کمپنی میں ڈائریکٹر فائنانس تھے روانہ ہوئے گاڑیوں میں فیول نہ ہونے کے برابر تھا۔ جس گاڑی نے ہمیں سیرالیون بارڈر پر لینے آنا تھا ہم نے امیر صاحب سے درخواست کی کہ ان کے ساتھ کچھ پیٹرول بھجوا دیں تاکہ گاڑیاں واپس کناکری پہنچ سکیں لہٰذا ہمارا قافلہ دعا کے ساتھ کناکری سے سیرالیون کیلئے روانہ ہوا سارا شہر جنگ کا ماحول پیش کر رہا تھا جگہ جگہ فوجی پھرتے نظر آرہے تھے شہر سے نکلتے ہی متعدد چیک پوسٹ بنی ہوئی تھیں جہاں ہمیں چیک کیا جاتا رہا اور ہر چیک پوسٹ پر بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا تھا سارا راستہ ہو کا عالم تھا ہر طرف جنگ کی سی کیفیت طاری تھی اس حالت میں ہم آخری چیک پوسٹ پر پہنچے تو فوجیوں نے ہم سے جو گاڑی آگے تھی انہیں روک کر بدتمیزی کرنا شروع کر دی اسی صورتحال میں خاکسار پچھلی گاڑی سے جب دعائیں کرتے ہوئے نیچے اترا تو اس چیک پوسٹ کا کمانڈر دور درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا جب میں اگلی گاڑی کے قریب پہنچا تو اس چیک پوسٹ کا کمانڈر اپنی کرسی سے کھڑا ہو کر یہ کہتا ہوا آگے بڑھا کہ انہیں تنگ مت کرو یہ میرا امام ہے قریب آکر مجھے گلے لگایا اور معذرت کرنے لگا کہ اس کے فوجیوں نے ہمیں تنگ کیا جبکہ خاکسار اس سے قبل اس شخص کو کبھی نہیں ملا تھا اس نے نہ صرف عزّت سے ہمیں روانہ کیا بلکہ ہماری گاڑیوں میں پانی کی بوتلیں بھی رکھوائیں اور ایک فوجی ہمیں ساتھ دیا کہ بحفاظت ہمیں بارڈر کراس کروادے۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ اللہ نے اپنے وعدہ کے مطابق خلافت کی برکت کی وجہ سے اس خوف کو امن میں بدل دیا۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل اور خلافت کی برکت کا ایک معجزہ تھا کہ گاڑیوں میں فیول نہ ہونے کے برابر تھا اس کے باوجود ہم بحفاظت تقریباً 150 کیلو میٹر سفر کرکے سیرالیون کے بارڈر تک پہنچ گئے۔ الحمد للّٰہ ثم الحمد للّٰہ

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف خوف کو امن میں بدلا بلکہ اگلے ہی دن 31 مئی 2008ء کو اللہ تعالیٰ نے ہمیں خوبصورت بیٹی سے نواز کر دامن کو خوشیوں اور رحمتوں سے بھر دیا۔ ایک اہم بات یہاں عرض کردوں کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے خاص ہدایت تھی کہ میری اہلیہ چونکہ امید سے ہیں اس لئے میڈیکل سہولت کا انتظام کرکے روانہ ہوں لیکن حالات کے پیش نظر ایسا ممکن نہیں تھا، ہم صرف اللہ کے فضل اور حضور انور کی دعاؤں کو لئے ہوئے نکل کھڑے ہوئے اور اللہ نے بھی ہمیں مایوس نہیں کیا اور رات بارہ بجے بحفاظت ہم فری ٹاؤن سیرالیون پہنچ گئے اور اگلے ہی دن صبح آٹھ بجے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نمائندہ کی دعاؤں کے طفیل ہمیں خوبصورت بیٹی سے نوازا۔ الحمد للّٰہ

اب اگر کوئی کہے کہ یہ دنیاوی رشتہ ہے تو سراسر غلط ہے یہ محبت جو دوطرفہ ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خلافت کی یہ نعمت اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہے اور یہ روحانی تعلق ہے اور یہ وہ حبل اللہ ہے جو اللہ نے اتاری ہے اور جس کے ذریعہ ہمیں وہ ساری نعمتیں عطا ہو رہی ہیں جس کا وعدہ اس نے سورۃ نور کی آیت استخلاف میں مؤمنین کے ساتھ کیا ہے۔

ان نعمتوں کے حصول کیلئے آنحضرت ﷺ کی یہ دعا ضرور مانگتے رہنا چاہئے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَ عَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں، اور اس شخص کی محبت کا سوال کرتا ہوں، جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کا بھی سوال کرتا ہوں، جو تیری محبت تک پہنچا دے۔

اے اللہ! اپنی محبت کو میرے لیے میری جان، میرے اہل خانہ اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔

(جامع الترمذی، حدیث نمبر 3490)

اب ہر وہ شخص جو سچے دل سے اللہ کے حضور یہ دعا کرے گا اسے یقیناً خلیفۃ المسیح کی محبت نصیب ہو جائے گی کیونکہ اس دعا میں ہمیں سکھایا گیا ہے کہ اللہ کے بعد اس شخص کی محبت کی استدعا کی گئی ہے جو اللہ سے محبت رکھتا ہے اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ اس وقت روئے زمین پر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے زیادہ کوئی اللہ سے محبت نہیں کرسکتا کیونکہ یہی وہ بابرکت وجود ہے جو زمین پر اللہ کا نمائندہ ہے چنانچہ خلیفۃ المسیح سے محبت نصیب ہو جانا گویا اللہ تعالیٰ سے محبت حاصل ہو جانے کے مترادف ہے۔

خلیفہ کی محبت اسی کے نصیب میں آتی ہے جو مکمل اطاعت کرتے ہوئے خلیفہ المسیح کی باتوں کو سنتا ہے اور پھر ان کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیتا ہے۔

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ خلافت کی اطاعت کی طرف جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’وہی خدا جو اس وقت فوجوں کے ساتھ تائید کے لئے آیا آج میری مدد پر ہے اور اگر آج تم خلافت کی اطاعت کے نکتہ کو سمجھو تو تمہاری مدد کو بھی آئے گا۔ نصرت ہمیشہ اطاعت سے ملتی ہے جب تک خلافت قائم رہے نظام اطاعت پر، اور جب خلافت مٹ جائے انفرادی اطاعت پر ایمان کی بنیاد ہوتی ہے‘‘

(الفضل 4 ستمبر 1973ء)

خلافت کی اطاعت سے باہر ہونے والا نبی کی اطاعت سے باہر ہو جاتا ہے

حضرت مصلح موعودؓ مزید فرماتے ہیں۔

’’بیشک میں نبی نہیں ہوں لیکن میں نبوت کے قدموں پر اور اس کی جگہ پر کھڑا ہوں۔ ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے وہ یقیناً نبی کی اطاعت سے باہر ہوتا ہے۔۔۔میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے‘‘

(الفضل 4 ستمبر 1973ء)

جیسا کہ سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ نصرت الٰہی ہمیشہ اطاعت سے ملتی ہے تو اس ضمن میں ایک اور ایمان افروز واقعہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے جو کہ خلافت کی برکت اور اطاعت کے نتیجہ میں حاصل ہوا۔

واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک دفعہ خاکسار حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے گنی کے ایک دور دراز علاقہ جس کا نام اوری کباہے میں مسجد کی بنیاد رکھنے جماعتی وفد کے ساتھ صبح صبح اس غرض سے نکلے کہ وقت پر مقررہ مقام پر پہنچ جائیں ہم نے تقریباً 100 کیلومیٹر کا فاصلہ طے کیا ہوگا کہ ایک جگہ پر گاڑیاں رکی ہوئی تھیں اور ٹریفک مکمل طور پر جام ہوئی ہوئی تھی یہ صبح 10 بجے کا وقت ہوگا جب گاڑی سے اتر کر معلوم کیا تو لوگوں نے بتایا کہ صبح چار بجے سے یہ راستہ بند ہے آگے دو بڑے ٹرک عین سڑک پر الٹ گئے ہیں اور تمام راستہ بند ہے حالات کا جائزہ لینے کیلئے ہمارے وفد کے احباب پیدل چل پڑے جبکہ خاکسار گاڑی میں ہی ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ کر دعائیں کرنے لگا اور ساتھ ہی حضور انور کی خدمت اقدس میں اپنے موبائل فون پر خط لکھنا شروع کر دیا اگرچہ اس خط کو بھجوانے کا کوئی ذریعہ اس وقت موجود نہیں تھا لیکن یہ یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ یقیناً اس کیفیت کو دیکھ رہا ہے اور اسی کی راہ میں ہم نکلے ہوئے ہیں وہ یقیناً ہماری اس کیفیت کو پیارے آقا تک پہنچا دے گا لہذا جب خاکسار حضور انور کی خدمت میں خط لکھ چکا تو ایک نوجوان اچانک نمودار ہوا اور مجھے کہنے لگا کہ یہاں سے نکلنا چاہتے ہو تو میں نے کہا کہ کوئی راستہ ہے جہاں سے گزر کر ہم نکل جائیں کہنے لگا کہ ہاں ہے میں جانتا ہوں (عرض کرتا چلوں یہ بارشوں کے دن تھے اور جو لوگ ان علاقوں کو جانتے ہیں ان کے علم میں ہوگا کہ بارشوں کے سیزن میں یہاں مسلسل بارش ہوتی ہیں مغربی افریقہ کے ان ممالک میں اور ان حالات میں کچی زمین پر گاڑی اتارنا نہایت خطرناک ہوتا ہے) لہذا اس نے کہا کہ میرے پیچھے آئیں جب ہم نے دوسری گاڑیوں کے درمیان سے اپنی گاڑی نکالی تو وہ ہمیں ایک کچے راستہ پر لے چلا جب وہ اس مقام پر آیا جہاں سے کچا اور جھاڑیوں سے اٹا ہوا راستہ شروع ہوا تو ڈرائیور نے مجھے کہا کہ یہ انتہائی خطرناک ہوسکتا ہے بہتر ہے کہ ہم یہاں نہ داخل ہوں لیکن خاکسار کو خدا تعالیٰ کی ذات اور خلیفہ المسیح کی خدمت میں لکھے گئے دعائیہ خط پر پورا یقین تھا اور یہ بھی یقین تھا کہ یہ خدائی تائید ہے جو ہمیں یہاں سے نکالنا چاہتی ہے لہذا خاکسار نے ڈرائیور سے کہا کہ بے خوف ہو کر گاڑی اتارو۔ اللہ فضل فرمائے گا تو قارئین کرام وہ دو میل کا راستہ کس طرح لمحوں میں طے ہوا اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں کہ جب ہم وہاں سے نکلے تو ڈرائیور نے مجھے کہا کہ اتنی سہولت سے گاڑی کبھی سڑک پر نہیں چلی جتنی آسانی سے ہم یہاں سے گزر آئے ہیں آپ یقین کریں کہ دل اللہ تعالیٰ کی حمد اور خلیفۃ المسیح کی محبت سے سرشار تھا کہ اس نے اپنے اس ناچیز بندہ کی مدد کس طرح غیب سے فرمائی اب اگر کوئی اسے اتفاق کہے تو وہ انتہائی احمق ہے اور یہ اندازہ نہیں لگا سکتا کہ کس طرح صبح چار بجے سے کھڑی ٹریفک میں سے اللہ تعالیٰ نے خلافت کی برکت سے ہمیں نکال لیا۔ جب خاکسار نے فون پر اپنے باقی ممبران وفد کو بلایا اور کہا کہ آگے آجائیں تا کہ ہم اپنا سفر جاری رکھ سکیں تو ہمارے ساتھ جماعت کے وکیل مکرم شیخو کیٹا صاحب جو کہ ابھی احمدی نہیں ہوئے تھے سفر کر رہے تھے وہ جب اس مقام پر پہنچے جہاں ہماری گاڑی کھڑی تھی تو وہ انتہائی تعجب سے مجھے کہنے لگے کہ کیا آپ اڑ کر یہاں پہنچے ہیں کیونکہ بظاہر ایسا ہونا ناممکن ہے تو جب میں نے انہیں سارا واقعہ سنایا تو بے اختیار کہہ اٹھے کہ یہ معجزہ ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ آپ کی مدد فرمائی ہے اور کہنے لگے کہ بڑے عرصہ سے میں جماعت کا جائزہ لے رہا تھا اور مجھے ہمیشہ اس میں بھلائی ہی نظر آئی لیکن آج کے واقعہ کے بعد میں پوری طرح قائل ہوگیا ہوں کہ یہ جماعت اللہ کی قائم کردہ جماعت ہے اور حق پر قائم ہے لہذا میں اپنی فیملی کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں بیعت کر کے داخل ہوتا ہوں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

پس خلافت الہام الٰہی تائید خداوندی ہے اور جنہیں الٰہی بصیرت حاصل ہوتی ہے وہ اس کی برکات سے صحیح طور پر استفاد کرتے ہیں اور للٰہی ظہور اور نور بھی انہیں نصیب ہوتا ہے جن کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ تاریکیوں کو اپنے فضل سے دور کر دیتا ہے اور خلیفہ کے مقام کو جو پہچان لیتا ہے وہی اس کی برکات سے حصہ پاتا ہے یہ بالکل صحیح ہے کہ ہیرے کے قدر جوہری کو ہی ہوسکتی ہے ورنہ عام آدمی جو ذہنی پسماندگی اور تاریکی کا شکار ہے اس کی نظر کب اس ہیرے کے قدر جان سکتی ہے جس طرح ایک ناسمجھ بچہ انگارے کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے اور ممکن ہے اپنے آپ کو اس کی تپش سے جھلسا لے بعینہ وہ شخص جو الٰہی نور سے بے بہرہ ہے اس عظیم الشان نعمت جو اللہ تعالیٰ نے خلافت کی شکل میں عطا کی ہے محروم رہتا ہے اور بسا اوقات اپنی روحانی نابینائی کے نتیجہ میں اس نور کو پانے سے محروم رہ جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس بندہ سے وابستہ کیا ہوتا ہے جو زمین پر اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ منصب خلافت کے متعلق فرماتے ہیں:

’’خلیفہ دراصل رسول کا ظل ہوتا ہے اور کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے‘‘

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 253)

یہ عشق و وفا کے واقعات اتنے ہیں کہ جنہیں قلمبند کرنا ناممکن ہے پس یہ یاد رکھیں جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کو یہ کہ کر کہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مشروط کر دیا ہے کہ اس نعمت کو تب تک ہی پاتے رہو گے جب تک ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بجالاتے رہو گے پس نیک اعمال کے ساتھ خلیفہ المسیح کی غیر مشروط اطاعت ہی روحانی زندگی کی بقا کی ضمانت ہے کیونکہ برکات خلافت جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کی ہیں اس میں یہ بھی فرمایا کہ خلافت کی ہی برکت سے وہ میری عبادت کریں گے اور شرک سے ان کا بچنا بھی اس عظیم الشان نعمت کی موجودگی اور اس کی برکت کے نتیجہ میں ہوگا پس ثابت ہوا کہ خلافت کے سایہ سے نکل کر اگر کوئی کتنی بھی عبادت کرلے کتنے بھی چلّے کاٹ لے وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بے معنیٰ ہیں اور ان کی کچھ بھی وقعت نہیں ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص بنجر زمین میں بیج بو کر فصل کے نکلنے کی امید لگائے۔ لہذا خلافت کی برکت سے نکل کر اگر کوئی شخص کسی بھی روحانی رفعت یا مقام کی امید رکھتا ہے تو بے معنی ہے یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کھڑکیاں دروازے بند کر کے سورج کی روشنی کی امید کرے۔

یہ خلافت کی عظیم نعمت اور برکت ہے کہ اللہ کا نمائندہ نہ صرف اللہ کی طرف جانے والے راستوں کی طرف راہنمائی کرتا ہے بلکہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے پیاروں کے لئے اور ان کی روحانی ترقیات کیلئے دعائیں کرتا ہے اور چشم تصور میں ہر گھر میں داخل ہو کر ان کے غموں کو خوشیوں میں بدلنے کیلئے اللہ کے حضور التجاء کرتا ہے۔

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کم تر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں۔ اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کیلئے ڈھال ہے۔‘‘

(مشعل راہ جلد 5 حصہ اول صفحہ 4-5 مطبوعہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت مئی 2007ء)

حضور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مزید فرماتے ہیں:

’’یہ قدرت ثانیہ ہے یا خلافت کا نظام اب ان شاء اللہ قائم رہنا ہے اور اس کا آنحضرت ﷺ کے خلفاء کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اگر یہ مطلب لیا جائے کہ وہ تیس سال تھی تو وہ تیس سالہ دور آپ ﷺ کی ہی پیشگوئی کے مطابق تھا۔ اور یہ دائمی دور بھی آپ ﷺ کی ہی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ قیامت کے وقت تک کیا ہونا ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن یہ بتا دوں کہ یہ دور خلافت آپکی نسل در نسل اور بے شمار نسلوں تک چلے جانا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ بشرطیکہ آپ میں نیکی اور تقویٰ قائم رہے‘‘

(خطبہ جمعہ 27 مئی 2005ء)

اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ خلفاء احمدیت کی قیادت میں جماعت کے خوفوں کو امن میں بدلہ ہے اجتماعی طور پر بھی اور انفرادی طور پر بھی آج آپ کسی بھی مخلص احمدی سے مل کر دیکھ لیں اس کی زندگی ایسے کئی واقعات سے بھری ہوگی جہاں شدید خوف کی حالت کو اللہ تعالیٰ نے خلافت کی برکت سے امن میں بدل دیا اور ایسی سکینت اتاری جس کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

جیسا کہ خاکسار پہلے بھی عرض کر چکا ہے کہ کامل اطاعت کے بغیر خلافت کی برکات سے حصہ نہیں پایا جاسکتا کیونکہ اللہ نے اسے مشروط کر دیا ہے ایمان اور عمل صالح سے اور یہ دو کیفیات تب ہی مل سکتی ہیں جب انسان مکمل طور پر مطیع دل کے ساتھ اپنی گردن میں خلیفہ وقت کی اطاعت اور فرمانبرداری کا جوٴا ڈال لیتا ہے۔

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

## ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’اطاعت رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے رشتہ میں پرو یا جائے۔ یوں تو صحابہؓ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ صحابہؓ بھی حج کرتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں۔ پھر صحابہؓ اور آج کل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے؟ یہی کہ صحابہ میں ایک نظام کا تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حد کمال تک پہنچی ہوئی تھی چنانچہ رسول کریم ﷺ انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہ اسی وقت اس پر عمل کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے لیکن یہ اطاعت کی روح آج کل کے مسلمانوں میں نہیں۔۔۔کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتا۔ پس جب خلافت ہوگی، اطاعت رسول بھی ہوگی‘‘

(تفسیر کبیر سورہ نور صفحہ 369)

پھر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’یاد رکھو! ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔۔۔ ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود پر ایمان لاتا ہوں۔ ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں۔ خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا۔ جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اسکی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا۔ اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہوسکتا‘‘

(الفضل 15 نومبر 1946ء)

حضرت مصلح موعودؓ مزید فرماتے ہیں:

’’انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں ممد ہوتے ہیں جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر نہیں چڑھ سکتا تو سونٹے یا کھڈ سٹک کا سہارا لے کر چڑھتا ہے۔ اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لئے سہارے ہیں۔ وہ دیواریں نہیں جنہوں نے الٰہی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہے بلکہ وہ سونٹے اور سہارے ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے‘‘

(الفضل 11 ستمبر 1937ء)

سو اے احمدیو! اے حضرت مسیح موعودؑ کے بابرکت درخت کی سرسبز شاخو! یہ جو نعمت اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہے اس کی قدر کریں اور تن من دھن اس پر نثار کر دیں اور یہ جو پانچویں قدرت کے دور سے ہم گزر رہے ہیں دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے تحفظ کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر اس قربانی کیلئے تیار رہیں جو خلافت کے دوام کی ضامن ہو۔ آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلافت خامسہ کے بارہ میں کیا فرمایا ہے یہ اہم حوالہ خاص توجہ سے سننے کے لائق ہے۔

آپ فرماتے ہیں۔

’’میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ دور احمدیت کی ترقی اور فتوحات کا دور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے۔ میں تو جب اپنا جائزہ لیتا ہوں تو شرمسار ہوتا ہوں۔ میں تو ایک عاجز، ناکارہ، نااہل، پُر معصیت انسان ہوں۔ مجھے نہیں پتہ کہ اللہ تعالیٰ کی مجھے اس مقام پر فائز کرنے کی کیا حکمت تھی۔ لیکن میں یہ بات علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس دور کو اپنی بے انتہا تائید و نصرت سے نوازتا ہوا ترقی کی شاہراہوں پر بڑھاتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ اور کوئی نہیں جو اس دور میں احمدیت کی ترقی کو روک سکے اور نہ ہی آئندہ کبھی یہ ترقی رکنے والی ہے۔ خلفاء کا سلسلہ چلتا رہے گا اور احمدیت کا قدم آگے سے آگے بڑھتا رہے گا۔ ان شاء اللہ‘‘

(خطاب 27 مئی 2008ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کو ہمیشہ اس عظیم الشان خلافت سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان تمام برکات کا مستحق بنائے جو اس نعمت سے وابستہ ہیں۔ آمین اللّٰھم آمین۔

خلیفہ کے ہم ہیں خلیفہ ہمارا
وہ دل ہے ہمارا آقا ہمارا

## فقہی کارنر

### بدامنی کی جگہ پر احمدیوں کا کردار

ایک جگہ سے چند احمدیوں کا ایک خط حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں پہنچا کہ اس جگہ بدامنی ہے لوگ آپس میں ایک دوسرے پر حملہ کرتے ہیں۔ کوئی پرسان نہیں۔ چند ملاں ہم کو قتل کرنا چاہتے ہیں کیا آپ کی اجازت ہے کہ ہم بھی اُن کو قتل کرنے کی کوشش کریں؟

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

ایسا مت کرو۔ ہر طرح سے اپنی حفاظت کرو لیکن خود کسی پر حملہ نہ کرو۔ تکالیف اُٹھاؤ اور صبر کرو۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ تمہارے لئے کوئی انتظام احسن کر دے۔ جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اور صبر کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

(بدر 26 ستمبر 1907ء صفحہ 6)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

## ایک سبق آموز بات

### وجود اور زندگی

زیادہ تر انسانوں کا صرف وجود ہوتا ہے، ان میں زندگی نہیں ہوتی۔ زندہ ہونے کا مطلب تو مطمئن ہونا ہے اور جب انسان ’’کم‘‘ اور ’’زیادہ‘‘ کے چکر سے نکل جاتا ہے تو مطمئن اور پرسکون ہو جاتا ہے۔ یہی احساس اسے سب کی بھلائی اور بہتری کے لئے سوچنے کی آزادی عطا کرتا ہے۔ مکمل خود مختار اور حریت پسند سوچ ہی دراصل انسان کو زندگی عطا کرتی ہے اور اسی سوچ کی خاطر ایک باشعور انسان اپنے شوق، مجبوری اور خوف سے آگے بڑھ جاتا ہے کیونکہ ہر اچھائی اور نیکی ہمیشہ قربانی مانگتی ہے۔

کاشف احمد

| 9/ستمبر 2022ء | | طلوع فجر | غروب آفتاب |
| --- | --- | --- | --- |
| مکہ مکرمہ | | 04:49 | 18:30 |
| مدینہ منورہ | 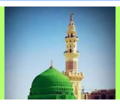 | 04:47 | 18:32 |
| قادیان | | 04:46 | 18:43 |
| ربوہ | | 04:26 | 18:22 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | 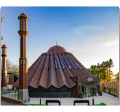 | 04:59 | 19:32 |